تحفۂ شکوہیہ

مرتبہ

محمد طاہر علی مداری

ناشر

جامعہ عربیہ محمدیہ مداریہ جلالی پور ہرگاؤں
ضلع سیتاپور
یو۔پی

اشاعت بار اوّل ۔ ایک ہزار   ہدیہ۔ دو روپیہ -/۲
(مطبوعہ یونائٹیڈ انڈیا پریس گوین روڈ لکھنؤ)

سلسلۂ مداریہ کے بزرگوں کی سیرت و سوانح

سلسلۂ عالیہ مداریہ سے متعلق کتابیں

سلسلۂ مداریہ کے علماء کے مضامین تحریرات

سلسلۂ مداریہ کے شعراء اکرام کے کلام

حاصل کرنے کے لئے اس ویب سائیٹ پر جایئے

www.MadaariMedia.com

Authority : Ghulam Farid Haidari Madaari

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلحَمدُ لِلّٰہِ رَبِّ العٰلَمِینَ والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی السیّد المُرسَلِین خاتم النبیین رحمت اللعالمین فخر کائنات جناب محمدؐ الرسول اللہ وعلی آلہ الطیبین الطاھرین وعلی مدار البدیع الکریم ابن الکریم وجمیع اولیاء وعباد اللہ الصالحین ۵

اما بعد

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۵

انا ھدینہ السبیل اما شاکرًا و اما کفورا ۵

شاہِ شاہانست زندہ شاہ مدار　　شاہِ مایانست زندہ شاہ مدار

قاسم نعماتِ عرفانِ علی　　نور ربیہ دانست زندہ شاہ مدار

میں بندۂ ناچیز غلامانِ غلام سرکار سرکاراں حضرت سید شاہ بدیع الدین احمد قطب المدار رضی اللہ عنہ سید محمد طاہر علی شکوہی مداری حلالپور ہرگاؤں ضلع سیتاپور (یو۔پی) اپنے ہم جلیسوں اور عزیزوں کے استفسار پر وہ گفتگو نقل کر رہا ہوں۔ جو جامعہ عربیہ محمدیہ مداریہ حلالی پور ہرگاؤں کے اراکین و متعلقین سلسلہ عالیہ مداریہ نے حضرت حکیم مولانا سید محمد ولی شکوہ جعفری المداری مکنپوری سے جو سوالات حضرت سید بدیع مدار العالمین رضی اللہ عنہ سے متعلق کیے ان کے جوابات حضور والا نے ارشاد فرمائے ہیں۔

اسی انداز میں نقل کرنے کی کوشش کر رہا ہوں اور حمد باری تعالیٰ اور نعت پاک رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور منقبت سرکار سرکاران رضی اللہ عنہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں یہ کلامِ جلیلیہ بھی حضرت شیخ محترم صاحب موصوف ہی کا ہے۔
آخر میں جامعہ مذکور کا مختصر تعارف بھی پیش کر رہا ہوں۔

عاجز محمد طاہر علی

"حمدِ باری تعالیٰ"

حمد تیری کس زباں سے ہم کریں اے کردگار   تیرے خود اوصاف ہے تیری مدحت کا شکار
قادرِ مطلق ہے تو ہر شے پہ تیرا اختیار
توہی ہے خالق ہمارا توہی ہے پروردگار

یہ فضائیں یہ ہوائیں یہ زمین و آسماں   ماہتاب مہر و انجم تیری قدرت کے نشاں
اور گواہی دے رہی ہے گردشِ لیل و نہار
توہی ہے خالق ہمارا توہی ہے پروردگار

توہی ہے معبودِ برحق توہی ہے سب کا کفیل   چارہ سازِ دل فگاراں توہی ہے ربِّ جلیل
تیری الطاف و عنایت کا نہیں کوئی شمار
توہی ہے خالق ہمارا توہی ہے پروردگار

ناتواں دل کا سہارا ہو ترا فضل و کرم   مرحلوں میں زندگی کے ہم رہیں ثابت قدم
ہو ہماری زیست کا تیری رضا پر انحصار
توہی ہے خالق ہمارا توہی ہے پروردگار

دل دیا تو درد دے جذبات سوز و ساز دے   قاصدِ عرشِ معلیٰ آہ کو پرواز دے
زندگی کی ہر نفس ہو تیری عظمت پر نثار
توہی ہے خالق ہمارا توہی ہے پروردگار

کارسازی کے تصدق دل دو یارب عطا   جس کی قسمت بن گئی ہو الفتِ خیر الوریٰ
آل و اصحاب نبی کا بخش دے ہم کو شعار
توہی ہے خالق ہمارا توہی ہے پروردگار

ازرہِ بندہ نوازی ہم کو یہ توفیق دے   تیری الفت کے سوا دل میں نہ کچھ باقی رہے
دم بدم آئے یہی اپنی زباں پر بار بار
آخری دل کی تمنّا ہے وطن کی یا خدا   زندگی اسلام پر ایمان پر ہو خاتمہ
ہو یہی لب پر اٹھیں قدرے جذب درِ شمار
تو ہی ہے خالق ہمارا تو ہی ہے پروردگار

"چاند ستارے طیبہ چلے ہیں"

درد کے مارے طیبہ چلے ہیں   کچھ دکھیارے طیبہ چلے ہیں
پلکوں پہ آنسو جگمگ جگمگ   چاند ستارے طیبہ چلے ہیں
جو غربت میں کام آتے ہیں   ان کے سہارے طیبہ چلے ہیں
ان کے کرم کی آس لگائے   پاس کے مارے طیبہ چلے ہیں
جب نہیں دیکھا کوئی ٹھکانہ   ہم بے چارے طیبہ چلے ہیں
سایہ کئے رحمت کے بادل   ساتھ ہمارے طیبہ چلے ہیں
دیکھنے ہم بھی گنبد خضرا   تیرے نظارے طیبہ چلے ہیں
لے کے سہارے جذب جنوں کا   ان کے اشارے طیبہ چلے ہیں
آج وطن ہم بن کے بھکاری
ہاتھ پسارے طیبہ چلے ہیں

"جس طرف ساقیِ کوثر کی نظر ہوتی ہے"

رحمتِ آقا تو خورشیدِ اثر ہوتی ہے
چشمِ بوجہل سی محرومِ بصر ہوتی ہے

جس گھڑی رحمتِ عالم کی نظر ہوتی ہے
زندگی پرتوِ صدیق و عمر ہوتی ہے

ان کی قسمت پہ ہمیں رشک نہ آئے کیسے
زندگی جن کی مدینے میں بسر ہوتی ہے

اس طرف ساغرِ ایمان چھلک اٹھتے ہیں
جس طرف ساقیِ کوثر کی نظر ہوتی ہے

چومتی گنبدِ خضرا کو ہیں آہیں میری
جب توجہ مرے آقا کی ادھر ہوتی ہے

جاگتے کب ہیں مرے دیکھئے خوابیدہ نصیب
دیکھنا کب شبِ فرقت کی سحر ہوتی ہے

گرد رہتی ہے مدینے کی ہی گلیوں کا طواف
جب سخی کی نظر ہم سفر ہوتی ہے

نارسا ہو کوئی فریاد نہیں ہو سکتا
سانس بھی لو تو مدینے میں خبر ہوتی ہے

تابشِ کوثر و تسنیم کا بنتی ہے جو اب
ہجرِ سرکار میں جو آنکھ بھی تر ہوتی ہے

اے ولی سوئے حرم چشمِ تمنا تو اٹھا
منزلِ شوق ابھی آن میں سر ہوتی ہے

کاش اتنا مری آہوں میں اثر ہو جائے

تاجدارِ ملک و جن و بشر ہو جائے
جس کی جانب مرے آقا کی نظر ہو جائے

اس طرح طے شبِ ہستی کا سفر ہو جائے
ارضِ طیبہ میں پہنچتے ہی سحر ہو جائے

کاش اتنا مری آہوں میں اثر ہو جائے
دل جو تڑپے تو مدینے میں خبر ہو جائے

ان کے دربار کی رفعت کا تعین ہی نہیں
لامکاں جس کے لئے راہ گزر ہو جائے

بڑھ چلے کے جو دل مجھ کو مدینے کی طرف
تیز اتنی طپشِ سوزِ جگر ہو جائے

عرض کر دینا ہمارے دلِ بے کس کا سلام
اے صبا تیرا جو طیبہ میں گزر ہو جائے

زندگی اپنی وطن اب جو رہی ہے باقی
ہے تمنا درِ آقا پہ بسر ہو جائے

"شانِ رحمت گھٹا بن کے چھا جائے گی"

جب بھی یادِ نبی دل میں آ جائے گی — گرمیٔ عشقِ یزداں بڑھا جائے گی

جاؤ تو راہ ڈھونڈو کہ سرکار تک — آہ لے کر مری التجا جائے گی

ہم کو پرواہ نہیں حشر میں دھوپ کی — شانِ رحمت گھٹا بن کے چھا جائے گی

چھوٹ ذراتِ طیبہ کی پڑنے تو دو — تیرہ تقدیر خود جگمگا جائے گی

سوئے طیبہ قدم اٹھتے ہی ساتھیو — گردشِ وقت ہاتھوں میں آ جائے گی

کیا اٹھے گی جبینِ عقیدت کبھی — نقشِ پائے محمد جو پا جائے گی

دل بھی مٹ جائے تو ارضِ سرکار تک — لے کے خاک ہمارا صبا جائے گی

عاشقانِ حبیبِ خدا کے لیے
خود دلے بڑھ کے فردوس آ جائے گی

"قریب ہو کے مدینے سے کوئی دور نہ ہو"

کسی کو مقصدِ تخلیق کا شعور نہ ہو — جو دل میں عشقِ حبیبِ خدا کا نور نہ ہو

بدن سے جان نکلنا تو پھر بھی آساں ہے — قریب ہو کے مدینے سے کوئی دور نہ ہو

نفس نفس مرا ذکرِ نبی سے ہو سرشار — الٰہی تا بہ ابد ختم یہ سرور نہ ہو

یہ بارگاہِ حبیبِ خدا ہے دیوانے — یہاں نگاہ اٹھانے کا بھی قصور نہ ہو

حضور بھیک بھی دیتے ہیں اس طریقے سے — کسی سوالی کا نادم دلِ غیور نہ ہو

جسے ٹھکانہ دیارِ نبی میں مل جائے — تو اس کو اپنے مقدر پہ کیسے غرور نہ ہو

نثار ہو ترے محبوب پہ جو اے مالک — وہ سرخرو بھلا کیسے ترے حضور نہ ہو

تری طرف بھی اٹھے گی نگاہ رحمت کی
دلے خدا کے لئے اتنا ناصبور نہ ہو

"پیارے نبی کی بات کرو"

صلِ علیٰ رب کا فرماں پیارے نبی کی بات کرو
تازہ ہوتا ہے ایماں پیارے نبی کی بات کرو
نورِ مجسم قامت زیبا
رُوئے منوّر جلوۂ یکتا
جنبشِ لب اُن کی قرآں پیارے نبی کی بات کرو
کچھ نہیں عشق و مستی ہے
صرف اُنہی کی ہستی ہے
سارے حسنِ و عمل کی جاں پیارے نبی کی بات کرو
کفر کے یہ کالے بادل
ظلمت برسانے والے
پھر اُمنڈے بن کر طوفاں پیارے نبی کی بات کرو
ساتھیو آؤ نعت پڑھو
تابِ جنوں جذبات کو دو
عشق کی منزل ہو آساں پیارے نبی کی بات کرو
ہجر کی کالی راتیں ہیں
اشکوں کی برساتیں ہیں

"جمالِ گنبدِ خضرا سے لو لگائی ہے"

ال ہوش کی منزل جنوں نے پائی ہے — شمیم زلفِ محمد نسیم لائی ہے

ہاں بھی فخرِ دو عالم کی بات آئی ہے — ادب سے جذبِ جنوں نے جبیں جھکائی ہے

ب حیات میں روشن کیا ہو دل کا چراغ — جمالِ گنبدِ خضرا سے لو لگائی ہے

زل ہو یا کہ ابد حشر ہو کہ جنت ہو — انہی کی ذات ہی مقصودِ رہنمائی ہے

اہ رحمتِ عالم اٹھی ہے اس کی طرف — کسی دکھی کی جو فریاد لب پہ آئی ہے

ش نقشِ کفِ پائے مصطفےٰ کے نثار — بلند کتنا مرا ذوقِ جبہ سائی ہے

ائے حشر میں لہرا رہی ہے زلفِ نبی — کہ عاصیوں پہ گھٹا رحمتوں کی چھائی ہے

ی دردِ غمِ مصطفےٰ نہ کم ہو کبھی — کہ اک عزیبِ وفا کی یہی کمائی ہے

جنابِ قطبِ دو عالم کی نسبتوں کے طفیل
دلی بھی وارثِ فیضانِ مصطفائی ہے

بجمالِ شوقِ طیبہ جو چراغ جل رہا ہے

ے وردِ دل کی عظمت کو خدا ہی جانتا ہے — کہ خدا کے لاڈلے سے ترے غم کا سلسلہ ہے

اں حرم دھڑکنیں ہیں بپا شورِ حشر ہے — دلِ مضطرب سنبھل کے یہ دیارِ مصطفےٰ ہے

ں بجھ نہ جائے مالک وہ ہوائے نارسی سے — بجمالِ شوقِ طیبہ جو چراغ جل رہا ہے

ے وردِ عشقِ احمد جو عطا کیا ہے مالک — اسے جاوداں بنا دے یہی دل کا مدعا ہے

ے دل ہر اک تمنا تو سپردِ مصطفےٰ کر — حدِ منزلِ وفا کی یہی ایک راستہ ہے

کوئی جذبۂ اطاعت میں کمی نہ لائے دلی ہو
ہے یہ عشق کا تقاضہ یہ حصول کا راستہ ہے

"خارِ صحرائے مدینے کا اُتارہ مل جائے"

جو غمِ عشقِ محمدؐ کا اشارہ مل جائے
ڈوبتے دل کو تلاطم میں کنارہ مل جائے

خواب ہی میں کبھی سرکار کا جلوہ دیکھوں
چشمِ بیتاب کو اتنا ہی سہارا مل جائے

ہے مری آنکھوں میں یوں اشکِ تمنائے رسول
جیسے غربت میں کوئی عرش کا تارا مل جائے

باغِ فردوس کی منزل تو ہوا اپنی منزل
بس ذرا رحمتِ عالم کا اشارا مل جائے

آنکھیں دیں جو کہیں گلشنِ طیبہ کیلئے
غم کے سراب کو تسنیم کا دھارا مل جائے

ہر گھڑی سامنے ہے گنبدِ خضرا کا جمال
دل کی آنکھوں کو اگر ہوشِ نظارہ مل جائے

زندگی اسکی ہے دل اسکے ہیں ایماں اسکی
جس کو سوزِ غمِ احمد کا شرارہ مل جائے

لذتِ درد بھی دے دل جو دیا ہو یارب
خارِ صحرائے مدینے کا اُتارہ مل جائے

اس کی قسمت کی بلندی کو دوڑے کیا کہیے
جس کو دربارِ محمدؐ میں گذارا مل جائے

"خاکِ طیبہ سے جو تابندہ جبیں ہوتی ہے"

آفتابِ شرف و حسنِ یقیں ہوتی ہے
خاکِ طیبہ سے جو تابندہ جبیں ہوتی ہے

دل میں جب الفتِ سرکار مکیں ہوتی ہے
رفعتِ شانِ بشر عرش نشیں ہوتی ہے

ملتی ہے گلشنِ طیبہ میں ہر اک غم سے نجات
قلبِ بیتاب کو تسکین وہیں ہوتی ہے

موت بن جاتی ہے اس کے مقصودِ حیات
جس کی قسمت میں مدینے کی زمیں ہوتی ہے

آسرا رحمتِ عالم کا جو لے کے اٹھے
وہ کبھی ناکامِ تمنا، ناکام نہیں ہوتی ہے

ٹوٹتا دل ہے تو جھنکار بھی ہو وہاں
آہ مجبور کی توقیر وہیں ہوتی ہے

جیسے جیسے ہی ابھرتی طپشِ یادِ رسول
زندگی اور حسیں اور حسیں ہوتی ہے

سیرتِ احمدِ مختار کو اپنا کے دلی
زندگی معنیٔ قرآنِ مبیں ہوتی ہے

یاس میں ڈوبے ہیں ارماں پیارے بنی کی بات کرو
پرسشِ حالِ غم نہ کرو
دوستو دل کو رنج نہ دو
اتنا بس اتنا احساں پیارے بنی کی بات کرو
صدق و صفا ہی سیرت ہو
دنیا دل کی جنت ہو
ہر جنبش پہ ہر اک آن پیارے بنی کی بات کرو
دوستو سے یہ عرض ہو کی
زیست کی جب آخر ہو گھڑی
آئے ہوں پہ جب دمِ جاں پیارے بنی کی بات کرو

"آسرا آپ کا ہے حبیبِ خدا"

از ابتدا تا حد انتہا آسرا آپ کا ہے حبیبِ خدا
اپنے دل کے لئے زندگی بن گیا آسرا آپ کا ہے حبیبِ خدا
آپ فخرِ جہاں سید الانبیاء
آپ ہی مظہرِ رحمت کبریا
بے سہارا دلوں کو ودیعت ہوا آسرا آپ کا ہے حبیبِ خدا
آپ کی ذات ہے باعثِ کن فکاں
نور سے آپ کے زینتِ دو جہاں
بحرِ لطف کرم ابرِ جود و عطا آسرا آپ کا ہے حبیبِ خدا
پھر سے لوجہلیت نے اٹھایا ہے سر
پھر اڑے ہیں فتنوں نے اپنے شہر

ہے چلی پھر ہوائے ضلالت شہا — آسرا آپ کا ہے حبیبِ خدا

ظلم و جور و جفا نے اٹھائی نظر
عقل و ہمت نے اپنے سمیٹے ہیں پر
یاس و حرماں کی امڈی ہے کالی گھٹا — آسرا آپ کا ہے حبیبِ خدا

کیا کروں عرض میں اپنی بیچارگی
غم کا مارا ہوں حد سے فزوں بیکسی
مطمئن ہے مگر یہ دلِ مبتلا — آسرا آپ کا ہے حبیبِ خدا

گھر گئے ہیں بلاؤں میں ہم ناگہاں
غم کے دریا میں ہے کشتیِ دل رواں
موجِ برہم سے ہے اب مرا سابقہ — آسرا آپ کا ہے حبیبِ خدا

پائے بیکس میں غربت کی ہیں بیڑیاں
دردِ فرقت جو لیتا ہے انگڑائیاں
قلبِ مضطر سے آتی یہی ہے صدا — آسرا آپ کا ہے حبیبِ خدا

حشر میں فردِ عصیاں ہو پیشِ نظر
اور ندامت میں ڈوبا ہے دل سر بسر
عدل کے خوف سے ہے جگر کانپتا — آسرا آپ کا ہے حبیبِ خدا

اپنی قسمت پہ نازاں نہ کیوں ہو وفی
جب اسے پنجتن کی غلامی ملی
پا کے داماں قطبِ جہاں مل گیا — آسرا آپ کا ہے حبیبِ خدا

تحفۂ سلام بحضور آقائے کل فخرِ کائنات رحمۃ اللعالمین

جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

صلوٰۃ والسلام اے سرورِ دنیا و دیں الصلوٰۃ والسلام اے تاجدارِ مرسلیں

صلوٰۃ والسلام اے مرکزِ حسنِ یقیں الصلوٰۃ والسلام اے رحمۃ اللعالمیں

آپ ہیں خیرِ مکمل آپ فخرِ انبیاء

آپ ہی آقائے کل ہیں اے حبیبِ کبریا

م خلقت میں کوئی آپ کا ثانی نہیں الصلوٰۃ والسلام اے رحمۃ اللعالمیں

بھیجتا خالق ہے خود شہ کے در پہ سلام

ہم بھی پھر کیسے نہ پڑھیں سرکار پر اپنے سلام

ں کرتے ہیں درِ اقدس پہ جبرئیل امیں الصلوٰۃ والسلام اے رحمۃ اللعالمیں

دردمند دل غم نصیبوں کا سہارا آپ ہیں

ڈوبتے دل کا تلاطم میں کنارا آپ ہیں

ہی ہیں دل شکستہ خستہ حالوں کے معیں الصلوٰۃ والسلام اے رحمۃ اللعالمیں

جان کرب آہ اور غم کی فضاؤں نے ہمیں

ہر طرف شر نے گھیر رکھا ہے بلاؤں نے ہمیں

آپ کی رحمت سے نا امید پھر بھی ہم نہیں　　الصلوٰۃ والسّلام اے رحمۃ للعالمین

ہجر کی بیچارگی کے غم سے گھبراتا ہے دل
جب مدینہ یاد آتا ہے تڑپ جاتا ہے دل

اک نظر ہم بیکسوں پر یا شفیع المذنبیں　　الصلوٰۃ والسّلام اے رحمۃ للعالمین

کیا کروں گھیرے مجھے مجبوری تقدیر ہے
بیکسی کی پاؤں میں الجھی ہوئی زنجیر ہے

عرض کرتا ہوں یہی بس اے مدینے کے مکیں　　الصلوٰۃ والسلام اے رحمۃ للعالمین

میرے مولیٰ آخری میری تمنا ہے یہی
یاد سے بس آپ کی غافل نہ ہو یہ دل کہیں

مطمئن فرمائیے بے چین ہے قلب حزیں　　الصلوٰۃ والسلام اے رحمۃ للعالمین

ہے ذکیؔ زار مولا آپ کے در کا گدا
نعمت انوار عرفاں کیجئے اس کو عطا

شمع بزم رسالت مصدر نور مبیں　　الصلوٰۃ والسلام اے رحمۃ للعالمین

لختِ جگر نورِ نظر سیّد الکائنات حیاتِ الٰہی رحمۃ للعالمین جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی سرکار سرکاراں حضرت سیّدی شمس افلاک قطب المدار سیّد بدیع الدین حلبی المکنپوری کا مختصر تعارف

حضور والا جاہ رضی اللہ عنہ کی حیاتِ طیبہ پر جامعہ عربیہ محمدیہ مداریہ کے اراکین و متوسلین سلسلۂ عالیہ نے جو سوالات سرپرستِ اعلیٰ جامعہ مذکور حضرت شیخ محترم عالیجناب حکیم مولانا صوفی **سیّد محمد ولی شکوہ صاحب** جعفری المداری مکنپوری متولی آستانۂ عالیہ سیدی زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ سے مختلف اوقات میں کئے جو خادم محمد ظاہر علی ناظم جامعہ مذکور اسی انداز میں نقل کر رہا ہے البتہ سوالات کو مقدم و موخر اس لئے کر دیا ہے تاکہ مسلسل ایک مضمون ہو جائے۔

جناب محمد عمر صاحب ترقی پوری نے دریافت کیا کہ مدار صاحب رضی اللہ عنہ کا نام کیا ہے اور نسب مقدسہ کیا ہے اور القاب مقدسہ کیا کیا ہیں؟

محترم شیخ صاحب نے ارشاد فرمایا۔

اسم گرامی حضرت جاہ والا کا سید بدیع الدین احمد اور اسم طریقت عبد اللہ

زندان میں وفن۔

مرتبہ:۔ قطب المدار فرد الافراد، قطب الارشاد

القاب مقدسہ مدار صاحب، زندہ مدار، مدار العالمین شمس الافلاک وغیرہ

نسب مقدسہ آپ حسنی حسینی سید ہیں پدر بزرگوار کی طرف سے حضرت سیدنا امام حسین علیہ السلام شہید کربلا اور سیدنا امام حسن علیہ السلام کی جانب آپ کی والدہ محترمہ کا شجرہ ملتا ہے۔

شجرہ عالیہ یہ ہے۔

حضرت فخر کائنات جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا

حضرت مولا اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا امام حسین شہید کربلا علیہ السلام

حضرت سیدنا امام زین العابدین علی اوسط رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا امام محمد جعفر صادق رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا اسمٰعیل رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا محمد رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا احمد اسمٰعیل ثانی رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا علامہ ظہیر الدین رضی اللہ عنہ

حضرت سید بہاء الدین رضی اللہ عنہ

حضرت سیدنا قاضی قدوۃ الدین علی حلبی رضی اللہ عنہ

حضرت سرکار سرکاراں سید بدیع الدین احمد رضی اللہ عنہ

بسی ہے نکہتِ سفینۂ گلبدن جسمیں — علی شیر خدا کا ہے بانکپن جسمیں

کھلا ہے فاطمہ ثانی کی گود میں پھول — جمال روئے محمد کی ہے پھبن جسمیں

جناب محسن رضا صاحب نے عرض کیا حضور والا جاہ کی ولادت شریف کیا مدینے منورہ میں ہوئی اور حضرت کی ولادت کس سن میں ہوئی اور کچھ تذکرہ طفولیت و رضاعت کے زمانے کا بھی فرما دیجئے۔

شیخ صاحب محترم نے فرمایا۔

آپ کی ولادت شریف مدینے منورہ میں نہیں بلکہ شہر حلب ملک شام میں ۲۴۲ھ روز دوشنبہ یکم شوال یعنی عید کے دن صبح صادق کو آفتاب ولایت آغوشِ فاطمہ ثانی یعنی آپ کی والدہ میں ظاہر ہو کر تمام عالم کو اپنا نورانی ضیائیں بخشنے لگا۔

مادہ تاریخ صاحب عالم ہے

۲۴۲

بہت سی کتب معتبرہ میں تحریر ہے کہ جب آپ پیدا ہوئے تو آپ نے اپنا سر اقدس جھکایا اور پڑھا اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ آواز حاضرین نے اچھی طرح سنی۔

آپ کی طفولیت و رضاعت کے عجیب عجیب واقعات ہیں اور بہت ہیں جن کا

ایک وقت میں بیان کرنا ناممکن البتہ میں ایک دو واقعے ذکر کر رہا ہوں جو کتابوں میں
ہیں آپ کی محترمہ والدہ فرماتی ہیں کہ جب آپ شکم میں تھے ہیں کوئی مشتبہ لقمہ اگر منہ میں
تو حلق کے نیچے نہ اترتا فوراً میرے شکم میں درد شروع ہو جاتا اور میں لقمہ منہ سے باہر
دیتی۔

اور فرماتی ہیں کہ آپ کی ولادت سے قبل میرے گھر میں ایک بوڑھی بکری عرصہ
عرصہ سے دودھ دینا بند کر چکی تھی اس نے دودھ دینا شروع کر دیا اور اس قدر
اس سے قبل کبھی اتنا دودھ نہ دیا تھا۔

اور فرماتی ہیں جب بھی میں نے آپ کو بغیر وضو دودھ پلانا چاہا تو آپ نے نہ پیا
اور فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ آپ کے والد صاحب نے دودھ پلانے کے لئے ایک
کو مقرر کیا جب وہ اپنے گھر آپ کو لے گئی اور دودھ پلانا چاہا آپ نے نہ پیا آخر وہ بیچاری
عاجز ہو کر واپس لے آئی جونہی میری گود میں آئے دودھ پینے لگے۔

آپ کی والدہ مشفقہ فرماتی ہیں میرے بیٹے کی عجب شان ہے جبات دیکھو نرالی
نظر آتی ہے۔

آپ کبھی بچوں کے ساتھ کبھی کھیل کود میں مصروف نہیں ہوتے اور ایسا معلوم
ہوتا کہ جیسے کسی فکر میں مستغرق ہیں۔

آپ خود ارشاد فرماتے ہیں کہ میں اگر کبھی بچوں کے ساتھ چلا جاتا تو بیا
سنتا بدیع الدین میری طرف آجاؤ مڑ کر ادھر ادھر دیکھتا کوئی نہ دکھتا گھر آجاتا
بہت سے واقعات ہیں کہاں تک بیان کروں آپ کی شان ہی نرالی ہے
کیوں نہ ہو۔

روئے عالی پر جمال مصطفےٰ کی چھبن ہے — قامت زیبا نے پایا ہے علیؓ کا بانکپن
زندگی ہے جاودانی در مرتبہ عبد المدا — پر توِ نورِ صمد سے ان کی مستی ضوفگن

جناب نواب علی صاحب نے دریافت کیا۔

آپ نے علوم ظاہرہ کن کن بزرگوں سے حاصل کیا۔

شیخ محترم نے فرمایا۔

جب آپ کی عمر شریف پانچ سال کی ہوئی تو آپ کے بزرگوار حضرت علامہ حذیفہ شامی رضی اللہ عنہ کے پاس لے کر آئے اور مولانا موصوف کے سپرد کیا۔

حضرت مولانا موصوف متبحر عالم اور مختلف علوم و فنون کے عالم و ماہر تھے اور اپنے زمانے کے بہت اچھے بزرگوں میں شمار کئے جاتے ہیں۔

روز اول ہی سے جب حضرت مولانا موصوف نے آپ کو الف پڑھایا تو حضرت سرکار رضی اللہ عنہ نے الف کی شرح بیان فرمانا شروع فرمائی کتابوں میں لکھا ہے آپ ایک ہفتہ الف کی شرح فرماتے رہے۔ استاد محترم نے جب یہ حال دیکھا تو فرمایا کہ "ہٰذا ولی اللہ" (یعنی یہ اللہ کے ولی ہیں)

مولانا موصوف فرماتے ہیں کہ رات کو سوتے سوتے اور دن میں جاگتے میں اکثر میں یہ آواز سنتا تھا کہ ہٰذا ولی اللہ ہٰذا ولی اللہ

غرض کہ حضور ردا الاعباد نے چودہ سال کے اندر تمام علوم ظاہر بمعروف حضرت مولانا حذیفہ شامی رضی اللہ عنہ کے کئے اور بڑے پائے کے جلیل القدر علماء میں شمار کئے جانے لگے بڑے بڑے اہم مسائل ابتدائی دور ہی میں علماء آپ سے حل کرتے تھے۔

جناب مولوی حاجی امجد علی صاحب

نے دریافت کیا کہ حضرت سیدی زندہ شاہمدار رضی اللہ عنہ کے متعلق سنا ہے کہ آپ کو پانچ واسطوں سے حضور اقدس نور مجسم رحمت کل فخر کائنات جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض حاصل تھا وہ کس طرح

شیخ محترم نے ارشاد فرمایا

اول اول آپ اپنے والد محترم علامہ قاضی سید قدوۃ الدین علی حلبی رضی اللہ عنہ سے سلسلہ جعفریہ میں بیعت ہوئے جو آپ کی جعفریہ مداریہ نسبت کہلاتی رہی ۔ اس کے بعد آپ ۲۵۹ھ میں حضرت سلطان سیدی بایزید بسطامی عرف طیفور شامی سے صحن بیت المقدس میں بیعت ہوئے جس میں دو طرح کی نسبتوں سے فیوض برکات حاصل ہوئے ایک نسبت طیفوریہ مداریہ اور دوسرے صدیقیہ مداریہ کہلاتی ہے لیکن زیادہ تر شجرات طیفوریہ مداریہ کے ملتے ہیں۔ طیفوریہ مداریہ میں چار واسطوں کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے شجرہ ملتا ہے۔

شجرہ طیفوریہ مداریہ

حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ

حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ

حضرت خواجہ حبیب عجمی رضی اللہ عنہ

حضرت سلطان الادنیا، بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ

حضرت سرکار سرکاراں سیدی قطب المدار رضی اللہ عنہ

یہ آپ کی ظاہری نسبتیں کہلاتی ہیں اور روحانی نسبتیں جو اویسیہ مداریہ کہلاتی
ہیں۔

آپ سیدی بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ سے بیعت مجازی حاصل کرنے کے بعد
۲۶۲ھ میں جب بڑے سرکار فخر کائنات جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
دربار میں حضوری ہوئی تو آپ کو اویسیت اور صمدیت سے نوازا گیا یہ آپ کی
حقیقی روحانی نسبتیں کہلاتی ہیں جو بلا واسطہ براہ راست سرورکائنات صلی اللہ
علیہ وسلم سے منسوب و مربوط ہیں یعنی اویسیہ مداریہ صمدیہ مداریہ یہ سب کتب ہائے
معتبرہ وصادقہ میں موجود ہیں اور شجرات بھی ہیں غرض کہ پوری پوری وضاحتیں
فرمائیں۔

لطائف اشرفی، فصول مسعودیہ، اصول المقصود، فیوض مسعودیہ، ایمائے
مدی، تحفۃ الابرار، تذکرۃ المتقین وغیرہ وغیرہ

"نیاز احمد صاحب نیاز بشیری نے اس طرح فرمایا"

تیری ہستی پر تصدق دو جہاں کی عظمتیں
راست قلب مصطفےٰ سے تجھ کو حاصل نسبتیں
قلزم سر حقیقت تیــــــرا علم بے پناہ
باب شہر علم کی آغوش تیری درس گاہ
مہدی موعود نے فرمائی تیری تربیت
تیرے خالق نے تجھے بخشا مقام صمدیت

جناب نثار احمد صاحب

نے عرض کیا کہ ابھی آپ نے حضرت والا جاہ کا مرتبہ قطب المدار فرد الافراد قطب الارشاد فرمایا ہے۔ اس کی تھوڑی وضاحت فرما دیجئے۔ چونکہ یہ الفاظ اولیاء اللہ سے متعلق قرآن و حدیث یا اقوال صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں نہیں ملتے ہیں۔

شیخ محترم نے فرمایا

بحث بہت لمبی شروع کر دی اور وقت کم ہے تاہم برائے تشفی کچھ تبصرے کئے دیتا ہوں اگرچہ میرا علم بہت حد تک محدود ہے اور یہ سب کچھ بیان کرنے کے لئے کثیر مطالعہ اور علم کی ضرورت ہے۔

آپ نے یہ ٹھیک فرمایا کہ قرآن کریم اور احادیث مبارکہ میں یہ الفاظ نہیں ملتے لیکن حدیث پاک میں ابدال کا ذکر آیا ہے جو اہل خدمات باطنیہ سے ہیں جن کا تقرر خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ یہ جو دراصل انبیا کے وارث ہوتے ہیں اور حقیقتاً یہی حضرات العلماء ورثۃ الانبیا کے مستحق ہوتے ہیں اور ان کا تقرر روز ازل ہی سے ہوتا ہے جب عالم ارواح حقیقت میں انبیا و رسل کا تقرر خدائے تعالیٰ نے فرمایا تھا وہیں ان کے ورثہ کا بھی۔ چنانچہ یہ وہ اولیاء اہل خدمات ہیں جو صلب پدر اور رحم مادر اور دنیا میں تشریف لانے اور دنیا سے رخصت تک اپنی خدمات جو خدا تعالیٰ کی طرف سے سپرد کئے انجام دیتے رہے اور روحانی طور پر وفات کے بعد بھی ان کا کام جاری رہتا ہے باذنہ باری تعالیٰ انہی ابدال یعنی اہل خدمات میں دو گروپ ہوتے ہیں ایک عدلیہ اور دوسرا انتظامیہ پہلا گروپ اقطاب اور دوسرا اغواث کے نام موسوم ہے یہ سب حضرات اہل خدمات میں ہیں جو وارث انبیا

ہو یا در زاد ولی کہلاتے ہیں جو علم وہبی سے آسودہ و سیراب ہوتے ہیں جو نبوت کا خاصہ
ہے ان حضرات کی زندگیاں عین سنت کے مطابق ہوتی البتہ کیفیات جداگانہ ہوتے
یں جن کی وضاحت کے لئے طویل وقت چاہیے۔

ہاں اب آپ کا سوال یہ ہے کہ نام اغواث اقطاب وغیرہ کب کیسے اولیاء
ىتدمیں داخل مرتبت ہوئے اس سے قبل کہ میں اقطاب و اغواث کو بتاؤں ایک
ت اور بھی ذہن میں آگئی ہے۔ حضرت مرتعش رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ صحابہ
زمانے میں تصوف نام کا کوئی لفظ نہیں تھا لیکن تصوف کے معنی ہر صحابی میں
وجود تھے معلوم ہوا تصوف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کا کوئی
اص حصہ ضرور ہے جو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حاصل کیا لیکن حصہ
اروں میں الگ الگ درجات کے حضرات موجود ہیں مثلاً کوئی صدیق کوئی فاروق
وئی غنی کوئی مولا وغیرہم بس اسی طرح ابدال جن کا ذکر حدیث پاک میں ہے جن
ا تذکرہ پیچھے کر چکا ہوں کوئی قطب ہے کوئی غوث تو کوئی قطب اعظم اور
وئی غوث الاعظم اور کوئی قطب الاقطاب اور کوئی غوث الاغواث قطب المدار
رد الافراد، قطب الارشاد۔

غرض کہ اپنے اپنے مدارج پر فائز ہو کر اپنے خدمات انجام دیتے رہے ہیں
جو خدا تعالیٰ کی طرف سے سپرد ہیں بزرگان دین کی کتابیں یہ سب کچھ بتا رہی ہیں۔
غالباً تیسری صدی ہجری کے شروع میں ایک بزرگ خواجہ شیخ محمد اکبر رضی اللہ عنہ
گزرے ہیں جو اپنے زمانہ میں بڑے ممتاز بزرگ تصور کئے گئے ہیں جنھوں نے
ایک رسالہ عربی میں لکھا ہے جو رسالہ اکبر کے نام سے موسوم ہے۔ جس میں بزرگ

موصوف نے جلوہ جمالی اور جلوہ جلالی اور اقطاب و اغواث کے پورے سلسلے اور کار
خدمات جو خدا تعالیٰ کی طرف سے سپرد ہیں سب تحریر فرماتے ہیں اور قریب قریب جن
بزرگوں نے ان مراتب پر روشنی ڈالی اس کی بنیاد رسالہ اکبری ہے خود موصوف
نے لکھا ہے مجھ سے پہلے ان مراتب کو کسی نے بیان نہیں کیا اور یہ سب میرے مشاہدے
اور تحقیق سے تعلق رکھنے والی چیز ہے اب میں یہاں ضروری سمجھ رہا ہوں کہ مختصر نقشہ
اہل بیان جو بزرگوں کی کتابوں میں ہے جن میں اہل خدمات کی کارگزاری اور
مراتب کا سلسلہ سمجھ میں آسکے سلسلہ اقطاب جو عالیہ باطنیہ ہے جس کی ابتدا
جلوہ جلالی سے شروع ہو کر اور قطب الاقطاب پر اختتام پاتا ہے اور سلسلہ اغواث
جس کی ابتدا جلوہ جلالی سے شروع ہو کر غوث الاغواث کی ذات پر مختتم ہوتا ہے

قطب الاقطاب اور غوث الاغواث دونوں ماتحت قطب المدار کے
ہوتے ہیں۔ اسی کو قطب الارشاد اور فرد الافراد بھی کہتے ہیں اور یہ براہ راست
قلب سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے استفادہ کرتا ہے۔ جناب بابائے طب
حکیم علامہ صوفی فرید احمد صاحب عباسی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب
مدار اعظم میں جو نقشہ اقطاب و اغواث بحوالے خطاب خواجہ مولفہ حضرت
خواجہ سید معین الدین حسن سنجری چشتی رحمۃ اللہ علیہ پیش فرمایا ہے۔ اسی
نقشہ کا یہ اقتباس پیش کر رہا ہوں۔

سلسلہ اقطاب	سلسلہ اغواث
جلوہ جمالی	جلوہ جلالی
دند سادہ	بدل سادہ

قطب یمنی
قطب الکون یمنی نذری
قطب نذری
قطب الکون نذری
قطب سادہ
قطب الکون سادہ
قطب اصغر
قطب الکون اصغر
قطب المزار
قطب اکبر
قطب الکون اکبر
قطب الکبر الکبائر
قطب الکون اکبر الکبائر
قطب اعظم
قطب الکون اعظم
قطب الاکبر الاعظم
قطب عالم
قطب الاقطاب

غوث یساری
غوث الصور یساری
غوث بدری
غوث سادہ
غوث الصور سادہ
غوث اصغر
غوث الصور اصغر
غوث اکبر
غوث الصور اکبر
غوث اکبر الکبائر
غوث اعظم
غوث الصور اعظم
غوث الاکبر الاعظم
غوث الصور اکبر الاعظم
غوث عالم
غوث الاغواث

قطب المدار

خواجہ صاحب کے نقشہ میں یہ بات ثابت ہے کہ سلسلہ قطب میں بعض بعض دوسے آٹھ مقسم رکھتے ہیں یعنی ایک ہی وقت میں وہ آٹھ مقام پر دیکھے جا سکتے ہیں۔ مدار اعظم، درمنظم فی مناقب غوث اعظم وغیرہ

یہ اردو کی کتابیں ہیں ان کے علاوہ فارسی اور عربی کی بہانی بہت سی کتابیں پڑھئے۔

قطب المدار کی تعریفوں میں بزرگوں نے بہت کچھ لکھا اور کہا ہے بس چند اقوال اور پیش کئے دیتا ہوں۔

حضرت داؤد قیصری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ قطب المدار کے وجود کی برکت سے دنیا و آخرت کا قیام و مدار ہے اور وہ حق تعالیٰ سے بیواسطہ فیض حاصل کرتا ہے۔ حضرت علامہ ظہیر الدین الیاس رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

المدار المظہر العجائب درجتہ تو صل المربوبتہ

(یعنی مدار ظاہر کرنے والا ہے۔ عجائبات کا یہ درجہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور وہ خدا تعالیٰ سے واصل ہو گیا ہے)

علامہ محمد علیم الدین صاحب قنوجی نے اپنے رسالہ میں تحریر فرمایا ہے۔

المدار منورٌ بالعرش والنبوۃ الی لقنا خرٌ الکل اولیا،

(یعنی مدار روشن کیا گیا عرش و نبوۃ سے اور فخر حاصل ہے سب اولیا پر)

حضرت داتا گنج بخش علی ہجوری لاہوری رحمتہ اللہ علیہ نے کشف المحجوب میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ قطب المدار کے ہاتھ میں کائنات کی باگ ڈور ہوتی ہے۔

کتاب درالمنظم فی مناقب غوث اعظم میں قطب کی تاریخ میں حوالے

سیدنا عبدالقادر غوث اعظم رضی اللہ عنہ تحریر ہے کہ قطب سولہ عالم پر تصرف ہوتا ہے
(نوٹ، اسی لئے قطب المدار کو مدار العالمین کے لقب سے بھی پکارتے ہیں۔)

نیاز و ناز سے آگے مقام ہے ان کا
دلوں پہ فرض ہوا احترام ہے ان کا
نظام خلق خدا نے کیا ہے انہی کے سپرد
لقب ازل سے مدار المہام ہوا ان کا

جناب حمید اللہ میاں نے عرض کیا۔

حضرت ایک بات اور فرمایئے کہ تمام شہدا اور اولیاء اللہ زندہ ہیں اپنے پروردگار کے نزدیک لیکن خصوصاً آپ ہی کو کیوں لوگ زندہ مدار کے لقب سے ملقب کرتے ہیں چونکہ لوگ عجیب واقعہ زندہ مدار ہونے کا بتلاتے ہیں۔

شیخ محترم نے ارشاد فرمایا۔

ہاں اچھا کیا تم نے یہ سوال کر کے ایک بڑی غلطی کا ازالہ کر دیا کیوں کہ اس لفظ کی وجہ تسمیہ غلط اور بے بنیاد مشہور ہے جس سے کتابوں سے کوئی علاقہ نہیں آپ نے تمام اولیا کے زندہ ہونے کا عقیدہ ظاہر کیا ہے اور ٹھیک ہی ہے کیوں کہ خدا تعالیٰ نے اپنی راہ پر شہید ہونے والوں کو زندہ کہنے کی تاکید فرمائی ہے۔
چنانچہ تمام اولیا اللہ بھی اپنی پوری زندگی جہاد بالنفس میں گزارتے ہیں جب اولیاء اللہ دنیا کو خیرباد کہتے اور دراصل حق ہوتے ہیں تو یہ حضرات بھی زندہ ہیں اور اپنے پروردگار کے نزدیک جس طرح شہید حیات ہیں۔
اب رہا یہ سوال کہ صرف تنہا آپ ہی کو لوگ زندہ کے لقب سے کیوں پکارتے ہیں لیا

میرے عزیز قرآن وحدیث پاک سے ثابت ہے تمام انبیاء رسل حیات ہیں

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہمارے صرف ہمارے آقا مولیٰ جناب حیات النبی فخر کائنات رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو حیات النبی کیوں کہتے ہیں۔

میں نے اپنے بزرگوں اور استادوں سے اس کی وضاحت اس طرح سنی ہے جو قرین قیاس اور لائق قبول ہے اور شبہ کی کوئی گنجائش بھی نہیں۔

تمام انبیاء ورسل حیات اور برحق ہیں لیکن اپنے اپنے مرقد میں نہایت اطمینان وسکون سے آرام فرما ہیں جس طرح ایک زندہ شخص آرام سے اپنے پلنگ پر سو رہا ہو اور اس کو کوئی شخص مردہ نہیں کہہ سکتا ہمارے آقا ومولا جن کو خصوصیت سے حیات النبی کے لقب سے پکارتے ہیں اپنے مرقد عالی میں اس طرح جلوہ فرما ہیں جس طرح ہر زندہ اور جاگتا شخص اپنے کام میں مصروف نظر آتا ہے چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا کام بدستور جاری وساری ہے جیسا کہ اس عالم ظاہر میں جاری تھا۔

خواجہ حضرت سید معین الدین حسن سنجری چشتی رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے بزرگوں کے اقوال سے یہ ثابت ہے کہ جو احکام دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے جاری ہوتے ہیں وہ قطب المدار کی جانب پہونچائے جاتے ہیں اس کے بعد تمام اولیاء اللہ میں تقسیم ہوتے ہیں۔

اب جس کے پاس احکام بھیجے جا رہے ہوں اس کو بھی جاگتا ہونا چاہئے تاکہ احکام مقدسہ کی تعمیل ہوتی رہے خدا تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب قطب المدار کو ممات کے باوجود مرقد اقدس میں بیدار رکھ کر اپنے پیارے محبوب جناب حیات النبی فخر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے لئے حیُّ المدار بنا دیا (زندہ مدار) اور

بدستور حیات مقدسہ کی طرح کام جاری وساری ہے۔ غالباً تمھارے سمجھ میں حیات النبی کی خصوصیت اور زندہ مدار کی وجہ تسمیہ سمجھ میں آگئی ہوگی۔ یہ ہے ہمارے سرکار سرکار سیدی زندہ شاہ مدار کہنے کی وجہ جن کا مرقد عالی مکن پور شریف میں ہے جو پرتو جمال گنبد خضرا سے منور ہے اور اپنی نورانی تابانیوں سے لوگوں کی نگاہوں اور قلوب کو آسودہ و سیراب کر رہا ہے۔ اور در اصل بات یہ ہے

وہ رحمت خلقت یہ مدار دو جہاں ہے
سورج تو مدینے میں ہے، اور دھوپ یہاں ہے —

خود اس ناچیز نے طاہر علی نے۔

عرض کیا سرکار محترم میں نے کتابوں میں پڑھا ہے کہ سرکار سرکاراں حضرت سیدی زندہ شاہ مدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جب روضۂ اطہر حضور پر نور حبیب محبوب رب العالمین جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہوئے اور آپ پر استغراقی کیفیت طاری ہوئی اسی عالم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آغوش میں لے لیا اور بیعت حقیقی سے سرفراز فرمایا یعنی اویسیہ نسبتیں ودیعت فرمائیں اور تربیت کے لئے حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمایا اور حضرت مولا علی نے مہدی موعود کے سپرد کیا انھوں نے کتب ہائے سماوی کا درس دیکر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا لیجئے اب یہ جوان لائق ارشاد ہو گیا۔

اب عرض صرف یہ ہے کہ آپ نے اپنے والد محترم ور سیدی بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ سے بیعت اس حاضری سے قبل فرمائی یا بعد میں فرمائی برائے مہربانی کیا تصحیح فرما دیجئے اور یہی ارشاد فرمائیے کہ تاریخی اعتبار سے آپ کی عمر شریف بیعت

مجازی اور بیعت حقیقی کے وقت کیا تھی۔؟

شیخ محترم نے ارشاد فرمایا۔

یہ تو میں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ پہلی حاضری آپ کی سنہ ۲۶۰ھ میں ہوئی۔

اب رہا عمر شریف تو آپ کی ولادت شریف سنہ ۲۴۲ھ میں ہے تو بس حساب سے اس وقت آپ کی عمر شریف اٹھارہ ۱۸ سال تھی۔

اب رہا یہ کہنا کہ کتابوں میں ایسا دیکھا ہے کہ بایزید بسطامی رضی اللہ عنہ نے بیعت بعد میں فرمائی۔

اصل میں یہ مقدم و موخر غلطی سے ہوا کیوں کہ بیعت حقیقی حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت ہونے کے بعد کسی بیعت کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔

وہ بیعت مجازی ہے جو آپ نے اپنے والد محترم اور سلطان الاولیا بایزید بسطامی سے حاصل فرمائی اور وہ سنہ ۲۶۰ھ سے قبل ہی ہو چکی تھی جو ظاہری نسبتیں کہلاتی ہیں یعنی جعفریہ مداریہ صدیقیہ مداریہ۔ اور بیعت حقیقی جو حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہے وہ باطنی اور روحانی نسبت کہلاتی ہے۔ جیسا کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو حاصل تھی۔

حضرت مخدوم اشرف سمنانی کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر بزرگوں نے بھی ارشاد فرمایا ہے کہ اویسی اور بھی گزرے ہیں لیکن سلسلہ اویسیہ کسی سے جاری نہیں اِلّا سید بدیع الدین احمد قطب المدار قدس سرہ کے بہت سے بزرگوں نے اپنے کو آپ سے منسوب کر کے اپنی نسبت اویسیہ بتلائی ہے۔

ان کے خلیفہ اجل حضرت قاضی مطہر قلہ شیر باد رالنہری رحمۃ اللہ علیہ نے

آپ سے عرض کیا سرکار مجھے شجرہ لکھوا دیجئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔

"اکتب اسمک ثم اسمی ثم اسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(یعنی اپنا نام لکھو اور میرا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

جناب تصدق حسین صاحب

نے دریافت کیا کہ حضرت میں نے کئی مولویوں کو بیان کرتے سنا ہے کہ حضرت سرکار سرکاراں سیدی زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ کھانا نہیں کھاتے اور نہ پانی پیتے اور نہ تبدیل لباس کی ضرورت تھی اور آپ مقام صمدیت پر فائز تھے یہ بات تو بڑی ہی تعجب خیز اور خلاف فطرت بشری ہے۔

شیخ محترم نے ارشاد فرمایا۔

ہاں میرے عزیز یہ بات بظاہر محیر العقول ہے لیکن جو لوگ خدا تعالیٰ کی قادریت اور اس کے پیارے رسول جناب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور ان کے معجزات برحق پر ایمان رکھتے ہیں ان کے لئے یہ بات کوئی دشوار نہیں کیا آپ نے معجزات رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ نہیں پڑھا یا سنا کہ آپ نے چاند کو اشارہ کیا دو ٹکڑے ہو گیا۔ سورج کو اشارہ کیا مغرب سے ابھر آیا۔ کنکریوں کو اشارہ فرمایا کافر کے ہاتھ میں کلمہ پڑھنے لگیں۔ دست مقدس سے مسواک زمین پر گاڑ دی سرسبز درخت تیار ہو گیا ارے بھائی کیا کیا بتاؤں ہمارے آقا سے ان گنت معجزات ظہور میں آئے جن کا گنا ناممکن۔ آپ کی شان ہی نرالی ہے آپ کی ذات اظہر حیات النبی ہے اس لئے آپ کے معجزات آج بھی ظاہر ہوتے رہتے ہیں چنانچہ آپ کا یہ سوال بھی ہمارے آقا و مولا جناب

محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے کی نشاندہی کر رہا ہے۔

اب ذرا غور سے سماعت فرمائیے حضرت سرکار سرکاراں سیدی زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ جب بحکم رسالت مآب فخر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بجانب ہندوستان روانہ ہوئے بحری راستہ کا سفر اختیار فرمایا جہاز پر سوار ہوئے تبلیغ شروع فرمائی کافر دلوں نے مذاق اڑایا غیض الٰہی جوش میں آیا جہاز غرق ہوگیا ایک تختے کے سہارے کنارے پر پہونچے تھکے ہارے پریشاں حال بھوکے پیاسے ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے۔ ابھی تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ عقب سے آواز آئی بدیع الدین آپ نے مڑ کر دیکھا تو ایک صاحب کھڑے تھے۔

آپ نے دریافت فرمایا کہ تم میرے نام سے کیونکر واقف ہوئے۔

انھوں نے کہا میں نہیں تمام عالم واقف ہے آئیے میرے ساتھ چلئے آپ ہمراہ ہو لئے ابھی تھوڑی دور چلیں ہوں گے سامنے ایک بہت بڑا عالی شان پھاٹک نظر آیا دروازے پر دو نورانی بزرگ کھڑے تھے جب آپ قریب پہونچے انھوں نے کہا آئیے بدیع الدین آپ کا عرصہ سے انتظار ہو رہا ہے۔ آپ نے یہاں بھی وہی سوال دہرایا آپ میرے نام سے کیسے واقف ہیں۔

انھوں نے کہا ارے بھائی میں ہی کیا تمام عالم واقف ہے آئیے میرے ساتھ چلئے آپ اندر داخل ہوئے جو عظیم الشان باغ تھا اس میں ایک محل عالی شان تعمیر تھا جب محل کے اندر پہونچے صحن میں ایک تخت بچھا ہوا تھا اس پر ایک نورانی بزرگ جلوہ فرما تھے۔

آپ نے سلام عرض کیا ان بزرگ نے جواب سلام مرحمت فرمایا اور قریب ہی

تخت پر بٹھال لیا تھوڑی ہی دیر میں ایک صاحب دو خوان ڈھکے ہوئے لائے جو سامنے رکھ دیئے بزرگ نے خوان کھولا جس میں سیر برنج یعنی کھیر تھی اپنے دستِ اقدس سے وہ لقمے کھلائے دوسرا خوان کھولا اس میں ایک جوڑا کپڑا تھا جو اپنے دست مقدس سے پہنایا۔ اور فرمایا۔

بدیع الدین اَتم کامیاب ہوگئے۔

آپ سجدہ شکر میں گر گئے عرصہ تک استغراق کیفیت طاری رہی سجدہ سے سر اٹھایا۔ سر باغ تھا نہ محل۔ یہ تخت نشین بزرگ کون تھے۔ جناب حیات النبی فخر کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جن کے دست مقدس، اور لب اقدس کی جنبش پر چاند سورج، تارے، درخت پہاڑ فرشتے انس و جن غرض ہر شئے چلتی رہی ہے یہ واقعہ بھی اعجاز ہے۔ دست مقدس حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جن سے وہ لقمے کھلائے اور کپڑے پہنائے اور لب اقدس سے فرمایا بدیع الدین اب اتم کامیاب ہوگئے

پھر اس کے بعد آپ یعنی سرکار سرکاران سیدنا بدیع الدین زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ کو بھوک پیاس و تبدیل لباس کی ضرورت باقی نہ رہی بلکہ تمام خواہشات نفسانی یک لخت ختم ہو گئی۔ بلکہ وہ جنبش لب حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم بدیع الدین تم کامیاب ہو گئے۔ یکبا کامیاب ہو گئے، حی المدار ہو گئے یعنی زندہ مدار ہو گئے، اسی بے نیازی کو صمدیت کہتے ہیں۔

حضرت مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اخبار الاخیار میں تحریر فرمایا ہے کہ آپ مقام صمدیت پر فائز تھے۔

حضرت زبدۃ الکاملین میں شاہ عبدالرزاق صاحب بانسوی رحمۃ اللہ علیہ نے

ایک قصیدہ میں اس طرح کہا ہے

من نہ گویم وصف تو جز آفریں صد آفریں

فیض تو جاری و ساری بر شر نیا و دیں

معدن جود و عنایت ساکن عرش بریں

صمدیت از مرتبت حاصل شدہ نور یقیں

کن کرم بحر خدا مستعید بدیع الدین مدار

غرض کہ بہت سے بزرگوں نے کہا اور لکھا ہے کہ آپ مقام صمدیت پر فائز تھے دراصل خدائے تعالیٰ اپنے مخصوص بندوں میں کچھ کو چنا اور ان پر اپنی صفات کی کرن ڈالی جو ان میں ظاہر ہو کر اس کی یگانیت اور اس کی ذات وصفات کی نشاندہی کرتی ہے یہی بزرگی کی علامت ظاہر یہ ہے کہ جب کسی بزرگ کے حضور میں حاضری ہو تو اس کے سامنے پہونچتے ہی خدا تعالیٰ کی یاد تازہ ہو جائے اور غفلت دور ہو جائے۔ بیان تو بہت دراز ہے لیکن وقت نہیں ہے آپ غالباً سمجھ بھی گئے ہوں گے اور مطمئن بھی۔؟

جناب نبی احمد صاحب نے عرض کیا کہ حضور یہ واقعہ شیر برنج کھانے کا جو آپ نے ابھی بیان فرمایا اس وقت آپ کی عمر شریف کیا تھی اس کے علاوہ یہ بھی فرمائیے اس سے قبل بیان میں آپ نے یہ ارشاد فرمایا تھا کہ حضور والا جاہ رضی اللہ عنہ کا مادر زاد ولی تھے۔؟

شیخ محترم نے فرمایا۔

ہاں میں سمجھ گیا جو کہنا چاہتے ہو۔ بلاشبہ آپ مادرزاد ولی تھے اس کے ثبوت میں طفولیت و رضاعت اور شکم مادر کے زمانے کے بہت سے واقعات ہیں جن کو دیکھ کر اولیا اکابر نے تصدیق و تائید کی ہے کہ آپؓ مادرزاد ولی تھے اب رہا شیر برنج کے کھانے کا واقعہ اس بات پر نہیں ہے کہ اب آپ کو ولایت عطا کی گئی بلکہ ایک مادرزاد ولی کو مرتبہ قطب المدار پر فائز کیا گیا اور صمدیت سے نوازا گیا۔ اور اعلان صمدیت اور صمدیت کے لئے ایک ایسی کرامت عطا کی گئی یعنی کچھ نہ کھانا کچھ نہ پینا وغیرہ جس سے دنیا مطمئن ہو جائے کہ آپ کو خدا تعالیٰ نے مرتبہ قطب المدار پر فائز فرمایا۔

آپ کی عمر شریف اس وقت ٹھیک چالیس سال تھی اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب کو اعلان نبوت کے لئے چالیس سال کی عمر میں اجازت مرحمت فرمائی۔ ہر چند کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم مٹی اور پانی میں تھے لیکن اس کے باوجود حق تعالیٰ نے اپنے محبوب کو چالیس سال کی عمر تک نبوت کے اعلان کی اجازت نہیں دی چنانچہ محبوب محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر چالیس سال کی ہوئی کھیر کھلائی گئی لباس پہنایا گیا اور کہہ دیا گیا جاؤ کامیاب ہو گئے گویا اذن اعلانِ مداریت اور صمدیت عطا کیا گیا۔ یہ واقعہ ۲۸۲ھ کا ہے اسی جائے وقوع کے قریب ایک پہاڑ ہے جس پر آپ بارہ سال چلہ کش رہے یعنی ۲۹۴ھ تک اور [illegible] کا دور تھا یہاں سے جب آپ اٹھے تو سندھ کاٹھیاواڑ وغیرہ کا دورہ فرمایا۔ تبلیغ اسلام شروع فرمائی سندھ کا راجہ بلوان سنگھ بھی ایمان لے آیا۔ جس کو آپ نے ندر آمدر کے لقب سے پکارا ہزاروں کو پیام حق دیکر اللہ والا بنا دیا۔ یہاں کچھ عرصہ قیام کے بعد آپ بغرض حج

حجاز کے لئے روانہ ہوئے جس راہ سے گزر ہوتا عشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھول بکھیرتے ہوئے چلتے لاکھوں شیدائی بنائے مصطفےٰ پیارے کے آپ نے ہندوستان سے سات حج ادا فرمائے چودہ ہزار مقام ایسے ہیں جہاں آپ چلہ کش ہوئے اور چالیس دن سے کم کا کوئی چلہ نہیں یوں تو بارہ بارہ اور اکیس اکیس سال کے چلے بھی کئے ہیں غرض یہ کہ تمام عمر شریف دین متین کی تبلیغ میں صرف فرمائی۔

جناب اصغر علی صاحب

نے عرض کیا حضور والا جاہ مکن پور شریف میں کس سن یعنی عمر شریف میں تشریف لائے اور تمام عمر حضرت والا کی کتنی ہوئی کس سن میں وفات شریف ہوئی۔

شیخ محترم نے فرمایا

مکن پور شریف پہلے سے کوئی آباد مقام نہ تھا یہ ایک جنگل تھا یہاں ایک بہت بڑا تالاب تھا۔ یہ غیر آباد مقام آپ کی آخری قیام گاہ ہے جس کی نشاندہی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم رویا میں فرمائی تھی آپ سرزمین پر مع اپنے خلفاء ذوالاحترام کے ۸۱۸ھ کو پہنچے اور قیام فرمایا آپ کے قیام کی وجہ سے یہاں دنیا آآ کر آباد ہونے لگی۔ اس بستی کا نام ابتداً خیر آباد رکھا گیا کیوں کہ تاریخی اعتبار سے ۸۱۸ھ سے آبادی کا آغاز ہوا۔ خیر آباد کے ۸۱۸ھ ہی ہوتے ہی بعد میں آپ نے اپنے محبوب مرید مکھن سرباز مداری کے نام کی مناسبت سے مکن پور رکھدیا آپ نے اپنی بقیہ عمر یہیں تمام فرمائی پانچسو چھیانوے سال کی عمر ہوئی ۸۳۸ھ میں اس جہان فانی کو خیرباد فرماکر واصل بحق ہوگئے۔

(انا للہ وانا الیہ راجعون)

جناب رمضان علی صاحب

نے عرض کیا حضور والا یہ دریائے الیسن جو مکن پور شریف میں جاری ہے اس سے متعلق عجیب وغریب واقعات سننے میں آتے رہتے ہیں۔ اس دریا کی کیا حقیقت ہے۔ رحمت ہوگی کچھ وضاحت فرما دیجئے۔

شیخ محترم نے فرمایا۔

دریائے الیسن درحقیقت میرے سرکار کی اک کرامت ہے جو رہتی دنیا تک ظاہر رہے گی جب حضور والا جاہ اس سرزمین پر تشریف لائے تو یہاں جو تالاب تھا وہ آپ کی تشریف لاتے ہی خشک ہوگیا آپ نے اسی تالاب میں قیام فرمایا جس جگہ آپ کا روضۂ انور تعمیر ہے۔

تالاب کے خشک ہو جانے سے پانی کی دقت ہوگئی آپ کے ہمراہ خلفاء و مریدین کی کثیر تعداد تھی حضور والا سے پانی کے متعلق عرض کیا سرکار پانی نہیں ہے اور پانی کی سخت ضرورت ہے۔ آپ نے اپنا عصا مبارک تسین شاہ عرف الیسن رحمۃ اللہ علیہ کو مرحمت فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ مغرب کو مشرق کو آیاں لائن کر دو انشاء اللہ پانی ملجائے گا۔

چنانچہ شاہ الیسن رحمۃ اللہ علیہ نے حکم کی تعمیل فرمائی اور عصاء مبارک سے ہلکی سی لکیر کھینچ دی اس معمولی سی جنبش یعنی لکیر کا نام دریائے الیسن ہے جو میرے سرکار کی ادنیٰ کرامت ہے رہتی دنیا تک قائم رہے گی۔

شاہ الیسن رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے منسوب اور موسوم ہے۔ یہ دریا ہی میرے سرکار کی کرامت نہیں بلکہ اس دریا سے مسلسل جو کرامتیں ظہور میں آتی رہتی ہیں وہ عجیب عجیب ہیں

اک خاص وقت اور تاریخ پر لوگ اس کا پانی بھر لاتے ہیں اور کھیر پکا کر فاتحہ کرتے ہیں جو بھینس کے دودھ سے زیادہ سفید اور ذائقہ دار ہوتی ہے ہزار ہا مریض غسل کرتے ہیں اللہ شفایاب فرماتا ہے۔

یہ ہزاروں واقعہ کہاں تک گنائیں جو آئے دن ہوتے رہتے ہیں۔ میں ایک مختصر بیان کر دوں جو حال ہی کا ہے ہمارے مریدین میں موضع نادیا ضلع دولسیہ کا ایک عجیب واقعہ ہے۔

کانپور کا زمانہ تھا گرد کا کرٹھا و چڑھا ہوا تھا جیا کشتی تیار تھی ایک بارہ یا تیرہ سال کا بچہ جو کشتی میں گرا باپ قریب ہی بیٹھا تھا۔ بچہ جسے بجز سے نکالا دھائی سے سار کی سمجھ نکال لیا گیا۔ ڈاکٹروں نے علاج کیا وہ صحتمند ہو گیا لیکن اس کی پنڈلیاں رانوں میں چپک گئی تھیں ہر طرح کی کوشش کے باوجود نہ چھوٹیں آخر یہ لوگ جب ماہ کے میلہ پر سرکار میں حاضری کے لئے آئے اپنے اس بچے کو بھی پیٹھ پہ باندھ کر لے آئے میواتی قوم کا دستور رہا ہے کہ دربار میں حاضری سے قبل دریائے ایسن میں غسل کرتے ہیں پھر حاضری دیتے ہیں چنانچہ دریا پہ پہونچکر غسل کیا ساتھ میں اس بچے کو بھی نہلایا۔ ابھی چھ سوئیں سے اس بچے کو پیٹھ پہ باندھ کر لائے تھے اب غسل کے بعد خدا کے فضل سے وہ بچہ خود اپنے پیروں سے دربار میں حاضری کے لئے پہونچا۔

اللہ اکبر اللہ کے محبوب کے محبوب حضرت سیدی زندہ شاہ مدار کی زندہ کرامت دنیا دیکھ کر ششدر تھی۔ ایسے ہزاروں واقعات ظہور میں آتے رہتے ہیں۔ یہ سب فیضان قطب المدار ہے۔ یہ حضرت [illegible] کی عظمت و حشمت کی دنیا قائل ہے

آج قائل ترا ہر اک بشر ہے امین
تیرا قطرہ نہیں تابندہ گوہر ہے امین
تیرے پانی میں جواہرات کا اثر ہے امین
یہ شہنشاہ ولایت کی نظر ہے امین
جسم کی بات ہے کیا روح شفا پاتی ہے
واقعی سچ ہے کہ مسیحا نفسی آتی ہو

جناب انوار علی صاحب

نے عرض کیا کہ حضرت یہ مکھنا دیو کے متعلق عجیب عجیب قصے سننے میں آتے ہیں یہ مکھنا دیو کے متعلق ضرور بتا دیجئے کہ یہ کون تھا اور کس طرح اس کا واقعہ ہے۔ میں نے دیکھا مکن پور شریف میں دیو کی ایک جگہ بنی ہوئی ہے جس میں جالیاں لگی ہیں۔

شیخ محترم نے فرمایا۔

ارے یہ کیا لے کے بیٹھ گئے میں کیا اس کی حقیقت بتاؤں مکھنا دیو تاریخی اعتبار سے کچھ نہیں ممکن ہے جب سرکار سرکاراں رضی اللہ عنہ یہاں تشریف لائے یہ علاقہ جوگیوں سے بھرا ہوا تھا اس زمانہ میں ہندوستان میں جوگیوں کی بڑی قدر تھی اصل میں وہ شیطانی عملیات کے ماہر تھے اپنے کرتبوں سے لوگوں کو مرعوب کئے ہوئے تھے بڑے بڑے راجہ راجگان ان جوگیوں کے سامنے سر خم کرتے تھے۔

آپ کے خلفاء باوقار کی کوششوں سے جب وہ مسلمان ہوگئے اسی میں کوئی مکھنا دیو نام کا بھی کوئی شخص ہو جو داخل اسلام ہوا اور اطاعت قبول کی اور وہ اپنے قبیلہ کا سردار وذی اثر ہو جس کی وجہ سے اس کا نام آگے آگے رہتا ہے۔

لیکن بھائی میری تحقیق میں تو ابھی تک اس کی کوئی تحقیق نہیں حتیٰ کہ یہ بھی نہ معلوم ہو سکا کہ جب وہ مسلمان ہوا تو اس کا اسلامی نام کیا رکھا گیا تھا۔ (واللہ اعلم)

ہاں آپ نے کہا کہ مکن پور شریف میں اس کی ایک جگہ بنی ہوئی ہے اور جالیاں نصب ہیں دراصل یہ جگہ جو تم نے دیکھی جو عمارت کھنا دیو سے منسوب ہے یہ قطعی لغو ہے ایک کوٹھری آج سے تقریباً پچاس سال سے قبل جامع مسجد سے دکھن کی جانب سے بنی ہوئی تھی جو کھنا دیو کے نام سے منسوب تھی اب پچاس سال صرف ہوئے ہونگے وہی جالی جو پہلے اس کوٹھری میں نصب تھی اب اس کوٹھری میں لگا دی ہے جہاں تم نے دیکھی اب وہ پہلی کوٹھری کس زمانے کی تھی مجھے معلوم نہیں (واللہ اعلم)

جناب مولانا نعیم اللہ خاں فاضل دیوبند سہروآ

نے عرض کیا سرکار محترم زحمت ہوگی تصریح چاہتا ہوں۔ میں نے آستانہ مقدسہ سیدنا زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ پہ حاضری دی ہے۔ ہندوستان میں بہت سے اولیاء اللہ کے اعراس ہوتے ہیں لیکن حضرت والاجاہ رضی اللہ عنہ کے عرس شریف کا رنگ ہی کچھ الگ نظر آتا ہے اور آستانہ مقدسہ کا طریقہ اور وہاں دستور الگ ہی معلوم ہوتے ہیں۔ قوالیوں کا کوئی پروگرام ہوتا نہیں، حرم اول میں روشنی کا اہتمام نہیں اور عورت روضۂ اقدس کے نزدیک نہیں جاتی ہیں

روضہ شریف میں چاروں طرف جالیاں نصب ہیں اور بھی نصف نہیں کوئی شخص مزار اقدس کی بیٹھ کر زیارت نہیں کرسکتا یہ تمام قدیمانہ ہیں یا حال ہی میں بنائے گئے۔ برائے مہربانی کچھ روشنی ان باتوں پر ڈالئے۔

شیخ محترم نے فرمایا۔

میرے عزیز بات دراصل یہ ہے میرے سرکار سرکاراں رضی اللہ عنہ کے روضہ
اطہر کی حاضری کا طریقہ یا عرس شریف کا انداز یا آستانہ عالیہ کے دستور میں نے تو
اب تک اس کو اس طرح سمجھا ہے میرے سرکار نے اپنے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا ہے
کہ جو شریعت و سنت سے متابعت اور مطابقت نہیں کرتا مجھ کو اس کی ضرورت
نہیں ٹوٹ جائے جیسے ٹوٹتا ہو جڑنا ہو جڑ جائے چنانچہ آپ کے خلفاء و مریدین سنت
و شریعت کا بیحد پاس رکھتے تھے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے متبعین نے جو
حاضری کا طریقہ اور سالانہ اجتماع کا دستور و دیگر معمولات خانقاہ عالیہ میں یعنی شریعت
و سنت کے مطابق ہیں۔ مزار پر عورت کا جانا چراغ جلانا کھانا وغیرہ سب ممنوعات
سے ہے۔

روضۂ اطہر آقائے کائنات فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم پر لوگ حاضری
دیتے ہیں مزار اقدس کے قریب کہاں جاتے ہیں۔ جالیاں نصب ہیں جالیوں سے مزار
اقدس نہیں دیکھ سکتے کیوں کہ مزار منورہ کے چاروں طرف سیاہ پردے لٹکے ہوئے
ہیں۔ روضہ منورہ میں کسی قسم کی روشنی کا اہتمام نہیں ہوتا اور آج تک قوالیوں
کا بھی کوئی انتظام نہیں ہوا۔ تو میرے عزیز حضرت سیدی بدیع الدین احمد
قطب المدار رضی اللہ عنہ اسی خاندان کے روشن چراغ لخت جگر نور نظر رحمت
عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

آپ کی چھ سو سالہ زندگی عین سنت کے مطابق گذری ہے چنانچہ آپ ہی
کا یہ آستانہ مقدسہ ہے لہذا عین سنت کے مطابق یہاں کے معمولات ہیں۔ یہ الگ
بات ہے کہ یہاں لاکھوں کی تعداد سے لوگ آتے رہتے ہیں وہ اپنی لاشعوری

اور بے بصری کی بنا پر کوئی عمل خلافِ سنت کر گزریں تو قاعدہ وکلیہ نہیں ہو سکتا۔
آپ نے دیکھا ہوگا عرس شریف کے موقع پہ علماء کرام اپنی نورانی تقریریں
پیش فرماتے ہیں عوام کچھ نوافل اور تلاوت قرآن وغیرہ کی سعادت حاصل کرتے
ہیں فقراء اپنے اشغال اپنے پیران طریقت کے مطابق کرتے ہیں غرض کہ آستانہ
عالیہ پر اس بات کا ابھی بھی لحاظ رکھا جاتا ہے جو معمولات بزرگان سلف سے
مقرر ہیں۔ وہ کسی طرح بھی ختم نہ ہو پائیں یا کوئی نئی رسم جاری ہو سکے۔ خدا کا
شکر ہے یہ آستانہ بہت سے خرافات سے پاک اور منزہ ہے۔ میرے عزیز میرے
اس بیان کا مقصد ہرگز یہ نہیں ہے کہ دوسری خانقاہوں کے رسومات کی تذلیل
یا تحقیر کرنا ہو میں نے جو کچھ کہا کہ وہ آپ کے سوال کے تحت۔
اللہ تعالیٰ ہمیں آپ سب کو وہ زندگی عطا فرمائے جو خود اس کو اور
اس کے پیارے محبوب کو پسند ہو

تجلیاتِ حقیقت کی جلوہ فرمائی
درِ مدارِ دو عالم پہ آ کے دیکھو تو
وہ سامنے ہے کمالِ عروج کی منزل
جبینِ شوق ادب سے جھکا کے دیکھو تو

جناب نور محسن خاں صاحب سپروائزر شاہ آباد ضلع ہردوئی

حضرت ایک بات معلوم کرنا چاہتا ہوں میں نے کچھ کتابوں میں پڑھا اور کچھ
مولویوں کو بیان کرتے سنا ہے کہ قادری، چشتی، سہروردی، نقشبندی وغیرہم کے
اکابرین نے سلسلہ عالیہ مداریہ دامت برکاتہم کے فیوض و برکات اور نسبتیں

حاصل کیں ہیں لیکن کچھ ایسی کتابیں پڑھنے میں بھی آئیں اور لوگوں کو بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ صرف چار ہی سلسلہ ہیں یعنی قادریہ چشتیہ سہروردیہ یا نقشبندیہ میرے والد اور کچھ خاندان کے افراد سلسلہ رزاقیہ سے وابستہ ہیں جو غالباً سلسلہ قادریہ ہی کی شاخ ہے۔ معلوم یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ سلاسل عالیہ بداؤنیہ کیسے مربوط ہیں اور سلسلہ عالیہ کا آغاز کب ہوا۔ زحمت ہو گی کچھ فرما دیجئے۔

شیخ محترم نے فرمایا۔

آپ کے سوال کا جواب میرے پچھلے بیانوں کا اخذ ہو سکتا ہے اور وضاحت کتابوں میں موجود ہیں کتاب سید الاقطاب مولفہ جناب الحاج مولانا سید غلام السبطین صاحب جعفری میں بڑا جامع جواب موجود ہے اور جس کو بلادِ عالم کے مولف جناب صوفی مولوی سید ظہیر المنعم صاحب نیّر نے بھی نقل فرمایا اور میں نے خود ایک کتاب شمس الافلاک کے نام سے تالیف کی ہے جس میں پوری وضاحت موجود ہے کتابیں حاصل کیجئے اور پڑھیئے۔

جناب نور الحسن صاحب نے عرض کیا

کتابیں جب حاصل ہوں گی تب پڑھوں گا فی الحال کتاب والے یہ سر ہیں تو کیوں نہ موقع سے فائدہ اٹھاؤں بس مختصر سی روشنی ڈال دیجئے کرم ہو گا۔

شیخ صاحب نے فرمایا۔

برائے تشفی مختصر ذکر کئے دیتا ہوں لیکن اچھا ہی ہو گا کہ آپ کتابیں منگائیے کسی شخص نے اگر لکھ دیا یا بیان کر دیا کہ صرف یہی چار سلسلہ ہیں، یہ لکھنے والے یا بیان کرنے والے لاعلم یا عصبیت کا شکار ہیں جو حقیقت اور دیانت کے

خلاف ہے اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو صحیح سمجھ عطا فرمائے۔

آپ کو میں پہلے اب وہ چار سلسلے بتاؤں جن کو یہ ناواقف بتاتے ہیں بیان تو بہت طویل ہے لیکن مختصر تذکرہ کر رہا ہوں۔

۱ سلسلہ قادریہ:

سلسلہ قادریہ پانچویں صدی ہجری میں جاری ہوا کیوں کہ اس سلسلہ کو سیدی غوث اعظم عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب کرتے ہیں تو حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ کی ولادت ۴۷۱ھ میں ہوئی۔

۲ سلسلہ چشتیہ:-

سلسلہ چشتیہ حضرت سیدی خواجہ معین الدین حسن سنجری رحشتی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب کرتے ہیں تو خواجہ صاحب موصوف رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت شریف ۵۳۱ھ میں ہوئی۔

۳ سلسلہ سہروردیہ:-

سلسلہ سہروردیہ حضرت خواجہ سیدی شہاب الدین شہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب کرتے ہیں تو آپ کی ولادت شریف ۵۳۹ھ میں ہوئی۔

۴ سلسلہ نقشبندیہ:-

سلسلہ نقشبندیہ حضرت خواجہ محمد بہاء الدین نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ جن کی ولادت شریف ۷۱۸ھ میں ہوئی۔

اب ذرا غور فرمایئے یہ سلاسل جو پانچویں چھٹی آٹھویں میں جاری ہوئے ہیں اور جن بزرگوں سے منسوب ہو رہے ہیں ان بزرگوں کا بھی کوئی سلسلہ تھا یا نہیں

اور تھا تو کون سا سلسلہ تھا۔ چونکہ حضور اقدس رحمتِ کُل فخرِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جو تمام سلاسل کا مرجع و منبع ہیں اور روح جان ہیں تو ان سلاسل اور آپؐ کے درمیان جو پانچسو چھ سو آٹھ سو سال کا خلا ہے اس درمیان میں جو بزرگ ہیں ان کا بھی کوئی سلسلہ ہے یا نہیں اور خود یہ بزرگ جن سے وابستہ ہوئے اُن کا کوئی سلسلہ تھا یا بے سلسلہ تھے۔

ارے بھائی یہ چار سلسلہ بتانے والے سرے سے ناواقف ہیں ان کو نہ بزرگوں کی کتابیں پڑھنے کی مہلت نہ بزرگوں کی صحبت میں بیٹھنے کا موقع یہ تو کچھ الٹی سیدھی سُن بھاگے یا تنگ نظری کے شکار ہیں ان کو حقیقت و صداقت سے کیا علاقہ۔

دراصل بزرگوں نے لکھا ہے وہ آپ پڑھیئے میں یہاں ایک مختصر تبصرہ کئے دیتا ہوں۔

چار پیر چودہ خانوادے۔

جو حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہی تمام سلاسل کی بنیاد اور منتہا ہیں کیوں کہ سلسلہ خاص ایک ہی ہے وہ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر اس سے متعلق تصوف میں یعنی صوفیا کے یہاں ابتدا میں چار پیر اور چودہ خانوادے کہلائے۔

چار پیر یہ ہیں :-

اوّل پیر سیدنا امام حسن علیہ السّلام دوئم پیر سیدنا امام حسین علیہ السّلام سوئم خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ پیر چہارم خواجہ

کمیل ابن زیاد رضی اللہ عنہ اور انھیں چار پیر چودہ خانوادے ہوئے جن میں نو قادر اور پانچ چشت کہلائے نو قادر جو کہلاتے ہیں وہ یہ ہیں اول خانوادہ جیبیاں، دوئم طیفوریہ، سوئم کرخیاں، چہارم سقطیان، پنجم جنیدیان، ششم گازریان، ہفتم طوسیان، ہشتم فردوسیان، نہم سہروردیان۔

اور پانچ چشت یہ ہیں :-
اوّل زیدیان، دوئم ایازیان، سوئم ادھمیان، چہارم ہبیریان، پنجم چشتیان۔

یہ خانوادے کہلائے اب بہت سلسلوں کا اجرا ہوا اور سلسلوں سے بہت سے طریقے جاری ہوئے ابھی بھی نئے نئے طریقے کسی بزرگ سے منسوب ہو کر جاری ہو رہے ہیں لیکن ہر اک کا مرجع و منبع سید الرسل سردار انبیا رحمت کل جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور حقیقی سلسلہ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے

بہر حال سلاسل اور خانوادوں پہ بہت سی پیائی کتابیں موجود ہیں جو بزرگوں نے لکھی ہیں جن میں پوری وضاحتیں ملیں گی۔

اب میں اپنے سرکار سید بدیع الدین احمد زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ کے سلسلہ کو بتلاؤں آپ کا سلسلہ نہیں بلکہ دوئم خانوادہ سے ہے جس کو طیفوریہ مداریہ کے لقب سے پکارتے ہیں سلسلوں کا اجرا خانوادوں سے ہوا جیسا کہ میں پیچھے کہہ چکا ہوں۔

یہ خانوادہ دوئم جو حضرت بایزید بسطامی عرف طیفور شامی رضی اللہ عنہ سے

منسوب ہے جس کا اجرا تیسری صدی ہجری میں حضرت سیدی زندہ مدار رضی اللہ عنہ سے
۲۵۹ھ میں ہوا جو چار دل واسطوں کے بعد جناب رسالت مآب فخر کائنات صلی
اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔

اب آپ کا سوال یہ ہے کہ سلسلہ قادریہ چشتیہ سہروردیہ نقشبندیہ
قلندریہ کے اکابرین نے سلسلہ مداریہ دامت برکاتہم کے فیوض و برکات اور
نسبتیں حاصل کیں۔

بالکل درست اور صحیح ہے جس کی شہادتیں بزرگوں کی کتابیں دے رہی
ہیں اور ان کا اکابرین نے جن سے سلسلہ قادریہ چشتیہ نقشبندیہ سہروردیہ قلندریہ
وغیرہ ہندوستان و دیگر ممالک میں پھیلے ہیں خود انھیں بزرگوں نے اپنی کتابوں
میں جو شجرات تحریر فرمائے ہیں ان میں سلسلہ عالیہ مداریہ سے منسوب و مربوط کیا ہے
حضرت شاہ اجمل بہرائچی و حضرت مولانا حسام الدین سلامی اور مخدوم
جہانیاں جہاں گشت رحمہم اللہ علیہم اجمعین نے براہ راست سرکار سرکاراں رضی
اللہ عنہ سے نسبتیں حاصل کی ہے جو ابتدا میں قادری چشتی سہروردی اور نقشبندی
ہیں اور بعد میں مداری ہوئے اور سلسلہ عالیہ کے فیوض و برکات قادریوں،
چشتیوں سہروردیوں نقشبندیوں میں جی بھر کے تقسیم فرمائے اور مداری بنا دیا۔
دراصل نگاہ قطب المدار نے ان کے قلوب کو آلودہ دسیرابہ کر دیا

قادری، چشتی نظامی سہروردی نقشبند
ان کے فیضان کرم سے ہوگئے ہیں ارجمند

ﺟﺍﺭ٥٥٩-٤

———

جناب علی رضا صاحب

نے عرض کیا میں نے ایسا بھی سنا ہے کہ سیدنا غوث پاک اور خواجہ معین الدین حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی استفاضہ کیا ہے؟

شیخ صاحب نے فرمایا۔

ہاں کتابوں میں موجود ہے خصوصاً علامہ ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب جو عربی میں ہے الکواکب الدراریہ فی مناقب غوث اعظم میں تحریر ہے کہ جب حضرت سید بدیع الدین احمد قطب المدار رضی اللہ عنہ بغداد شریف لے گئے حضرت سیدنا غوث پاک رضی اللہ عنہ بھی ملاقات کے لئے تشریف لائے اس وقت حضرت والا غوث پاک رضی اللہ عنہ پہ اسم جلالی کا ظہور تھا یعنی جب آپ آسمان کی طرف نظر اٹھا دیتے تو اڑتے ہوئے پرندے جل بھن کر زمین پر گر جاتے یہ کیفیت سیدی قطب المدار رضی اللہ عنہ نے دیکھ کر ارشاد فرمایا اے اخی ہمارے جد اعلیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جب طائف شریف تشریف لے گئے تو طائف کے شریر اور سردار اوباش لوگوں نے آپ پر پتھر برسائے آپ کو غصہ آتا بجائے اس کے آپ خدائے تعالیٰ سے دعا کرنے لگے۔ خدایا ان کو عقل سلیم عطا فرما تاکہ تجھ کو اور تیرے نبی کو پہچانیں

چنانچہ اے عزیز ہم کو اپنے اجداد کی سنت پہ ہی زندگی گزارنا چاہئے اور ہمارے دست زبان اور نظر سے خلقت خدا کو نقصان نہ پہونچے۔

ابھی آپ کی زبان سے یہ جملہ پورا بھی نہ ہوا تھا کہ خداوند تعالیٰ نے غوث پاک رضی اللہ عنہ کی کیفیت جلال سے جمال میں تبدیل فرمادی اسی کو تصوف میں فیض پہونچانا کہتے ہیں —

کتاب مدار اعظم و دیگر کتب معتبرہ میں حضرت سیدہ بی بی نصیبہ خاتون جو سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی ہمشیر جو لاولد تھیں اپنے بھائی سے دعا کے لئے عرض کیا تو حضرت سیدی عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہاری خواہش اور تمنا کا حضرت سید بدیع الدین قدس سرہ کی دعا پر انحصار ہے۔ چنانچہ حضرت سیدہ نے حضور دالاسیدی زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ کی جانب میں اپنی استدعا پیش کی اور آپ نے حضرت بی بی نصیبہ کو دعا دیتے ہوئے تشفی دی خدا تعالیٰ تجھ کو دو بچے عنایت فرمائے گا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے آپ کی دعا سے بی بی نصیبہ کو دو بچے مرحمت فرمائے جن کے نام آپ نے سید محمد اور سید احمد رکھے اور دونوں بڑے پایہ کے بزرگ ہوئے حضرت دالاہی کی صحبت تمام عمر رہے محمد جمال الدین جانمن جنتی ان سے طریقہ دیوان گان مداری جاری ہوا اور پھر بعد میں ان سے بہتر شاخیں نکلیں جن کے علیحدہ علیحدہ نام ہیں۔

اب آپ کا سوال حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری اجمیری چشتی کو فیض پہنچا تو انھیں کتابوں میں موجود ہے جب حضور دالاجاہ اجمیر شریف لے گئے اور کوکلا پہاڑی پر قیام فرمایا جس کو مدار ٹیکری کہتے ہیں اس وقت حضرت خواجہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ اجمیر شریف میں تشریف رکھتے تھے جب معلوم ہوا کہ سیدی قطب المدار رضی اللہ عنہ تشریف لائے ہیں ملاقات کے لئے مع مریدوں کے تشریف لے گئے لیکن مریدین کو پہاڑی کے نیچے چھوڑ دیا اور خود اوپر تشریف لے گئے۔ لکھا ہے کہ آپ کے پاس تین رات اور تین دن بلا کلام و زبان خوش بیٹھے رہے اور تین دن کے بعد پہاڑی سے نیچے اتر آئے اور اپنی قیام گاہ تشریف لے گئے ان دونوں

بزرگوں میں کیا بات چیت ہوئی سوائے خدا کے اور کوئی نہیں جانتا لیکن خواجہ بزرگ کی قطب المدار کے حضور حاضری استفادہ کی دلیل ہے۔

نیاز احمد صاحب نیاز کشمیری نے اس طرح ان واقعات کو ایک نظم میں منظوم کیا ہے۔

تیری الفت کے کنول پر بھید الفت کے کھلے — منسلک ہیں سلسلے سے تیرے سارے سلسلے
مرکز انوار فاراں تیرا جلوہ سر بسر — خواجہ اجمیری کو بھی کھینچ لایا کوہ پر
شاہ جیلانی پہ تھا اسم جلالی کا ظہور — جب نظر اٹھتی تھی گر جاتے تھے جل بھن کر طیور
چشم رحمت سے تری سوز تجلی جلال — بن گیا اک آن میں شمع شبستان جمال
چمکے ہیں تیری دعاؤں سے [illegible] کے نصیب — کرشمۂ حق نے عطا دوالن کو فرزند نجیب
جاں بحق جس کو کیا تو نے وہ مرد حق — تیرے صدقہ میں ملی جس کو دوبارہ زندگی

جناب سخاوت علی صاحب

نے عرض کیا کہ سرکار سرکار ان رضی اللہ عنہ کے مریدین اور خلفاء باو قار کی تعداد کتنی تھی ؟

شیخ محترم نے فرمایا۔

مریدین کی تعداد تو خدا تعالیٰ ہی جانتا ہے اگر چہ کتابوں میں تعداد لکھی ہے مگر وہ صحیح نہیں ہو سکتی اس لئے کہ چھ سو سال ہیں نہ معلوم آپ کا کون کون مقام برگزرہ ہوا اور کس قدر لوگ داخل سلسلہ ہوئے البتہ خلفاء کی جو تعداد لکھی ہے وہ قرین قیاس ہے اور چودہ [illegible] کی تعداد ہے لیکن سلسلہ عالیہ کا اجراء صرف

سات یا آٹھ بزرگوں سے ہو اجن میں چار بزرگ خالص مداری ہیں یعنی انہوں نے کسی دوسری نسبت حاصل نہیں کی وہ خواجہ سید ابو محمد ارغوان جانشین قطب المدار رحمۃ اللہ علیہ دوسرے خواجہ سید محمد جمال الدین جانمن جنتی رحمۃ اللہ علیہ تیسرے قاضی مطہر قلہ شیر بادر دالہندی رحمۃ اللہ علیہ اور چوتھے قاضی سید محمود الدین کنتوری رک دانشمند رحمۃ اللہ علیہ یہ مداری ہیں۔

ان کے علاوہ تین بزرگ جو ابتدا ہیں قادری چشتی سہروردی نقشبندی تھے انہوں نے سرکار سرکاراں رضی اللہ عنہ سے اجازت و خلافت حاصل کر کے مداری ہوئے اور لوگوں کو مداری بنایا۔ وہ شاہ اجمل بہرائچی اور مولانا حسام الدین مانک پوری اور مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمہم اللہ علیہم اجمعین ہیں۔ ان کے علاوہ انہوں نے جناب محمد لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کو بھی لکھا ہے۔

جناب نعیم الدین عرف نبن

نے عرض کیا کہ میں نے ایک تصویر دیکھی ہے جس میں حضرت سرکار سرکاراں رضی اللہ عنہ شیر پر اور شاہ مینا ایک دیوار پر بیٹھے ہوئے ہیں۔

شیخ صاحب نے فرمایا۔

ہاں میں سمجھ گیا میں نے بھی وہ تصویر دیکھی ہے قطعی لغو ہے اس کی کوئی اصل نہیں بہت عرصہ ہوا وہ قانونی طور پر بھی ضبط ہو چکی ہے۔ دراصل یہ تصویر دنیا کے دوکانداروں مکاروں نے شائع کی تھی دنیا کمانے کے لئے جس سے حقیقت کا کوئی علاقہ نہیں۔ ملفوظات شاہ مینا رحمۃ اللہ علیہ میں موجود ہے کہ حضرت سید بدیع الدین احمد قطب المدار رضی اللہ عنہ نے مجھ کو ہمارا نمازِ عطا فرمائی ...

تعالیٰ نے ہم کو مرتبہ قطبیت سے نوازہ؟ نیاز احمد صاحب نیآز بشیری نے اس طرح نظم فرمایا ہے۔

تیری دانائی کا پرتو حضرت دانا میں ہے ۔۔۔ تیرا کیف جاوداں جام سر مینا میں ہے

دیدیا ان کو خدا نے قطبیت کا مرتبہ ۔۔۔ جانماز پاک تونے جب کر دی عطا

جناب ارشاد علی صاحب

نے دریافت کیا کہ خانقاہ عالیہ کی تمام تعمیرات کسی ایک نے کی ہے یا مختلف ادوار میں مختلف لوگوں نے کرائی ہے؟

شیخ صاحب نے ارشاد فرمایا۔

میں نے اپنی تالیف شمس الافلاک میں تاریخ مکن پور کے عنوان سے جو مضمون دیا ہے اس میں پوری وضاحت کردی ہے اسے پڑھو۔ یہاں میں اتنا بتا دینا کافی سمجھ رہا ہوں کہ آپ کی وفات کے بعد روزہ منورہ کی تعمیر ابراہیم شرقی والی جونپور نے کی اور اس کے بعد مختلف لوگوں سے تعمیرات کرائی جس میں اورنگ زیب کی تعمیرات زیادہ ہے اس لئے مسجد جامع اور دما خانہ جو بہت بڑے وسیع پیمانہ پر تعمیر ہے وہ اورنگ زیب ہی کی تعمیرات ہے باقی جو تعمیرات جس نے جس زمانہ میں کرائی میں نے سب تاریخ وار لکھدی کتاب منگائیے پڑھیے۔

جناب حاجی مولوی الطاف حسین خاں صاحب

نے دریافت کیا اکثر میں نے آستانہ مقدسہ پہ حاضری دی وہاں ایک شغل سلسلہ عالیہ زاد اللہ شرفہا کے فقراء کرتے ہیں یعنی وہ اپنے سجادہ کے سامنے کودتے ہیں اور درمیان درمیان نعرے لگاتے ہیں یہ شغل کیا ہے ذرا سمجھائیے۔ اور ان کے سر پر بڑے

بڑے بال ہوتے ہیں جو غیر شرعی معلوم ہوتے ہیں اس پر بھی کچھ روشنی ڈالیے۔

شیخ محترم نے ارشاد فرمایا۔

سوال بڑا دلچسپ ہے لیکن اہم بھی ہیں اپنی لاعلمی بے بضاعتی اور کوتاہ فہمی کی وجہ سے ایسا محسوس کرنے لگ گیا ہوں کہ آپ کا سوال جو طریقت کے اشغال کے متعلق ہے جو اکابرین کے اشغال سے خاص شغل ہے اس کا صحیح اور معقول جواب نہ دے سکوں تاہم اپنی تحقیق اور سمجھ کے مطابق تبصرہ کر رہا ہوں۔

سلسلہ عالیہ طبقاتیہ کے فقراء میں وہ حضرات جن کی زندگی تجریدی گزرتی ہے یہ لوگ شادی بیاہ نہیں کرتے اور نہ اپنی آرام کے لئے کوئی کوٹھی کمرے تیار کراتے بس یہ خانقاہی ہیں ان کا شیخ جہاں جس مقام رکھتا ہے رہتے ہیں اپنی مرضی کو خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے وقف کرتے ہیں عبادت و ریاضت اور طرح طرح کے مجاہدات ان کے مشاغل ہیں جو ان کے شیخ کی تعلیمات سے ہوتے ہیں ان کے سر پر بہت بڑے بڑے بال ہوتے ہیں جن کو آپ نے اپنے سوال میں غیر شرعی سے تعبیر کیا۔ وہ بھی ان کے شیخ کا ارشاد ہے

کیونکہ جب شیخ ان کو اس زمرہ میں شریک کرتا ہے تو سب سے پہلے حجامت بنوا دیتا ہے پھر اپنے ہاتھ سے ان کے سر پر دودھ سے پکی ہوئی راکھ رکھتا اور دعائیں پڑھتا۔ اس کے علاوہ اور بھی کچھ رسومات ہیں جن کی تکمیل کی جاتی ہے اس کے بعد شیخ تزکیہ و تصفیۂ قلب کے لئے کچھ اذکار و اشغال ضرور یہ تعلیم کرتا اور مصروف رکھتا اور وقتاً فوقتاً احکامات ضروریہ سے تنبیہ کرتا رہتا۔ اب میں بالوں کے سلسلہ کی حقیقت بتاؤں جس کی عدم واقفیت کی بنا پر لوگ غیر مشروع ہونے کا

فتویٰ صادر کرتے رہتے ہیں میں یہاں ایک واقعہ سناؤں حضرت محدودہ رضی اللہ عنہ
یہ اصحاب صفہ میں ایک صحابی ہیں جب یہ ابتدا میں عالم کفر میں حضور سرور عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کے حضور جب حاضر ہوئے اور اسلام پر گفتگو شروع ہوئی بدلائل بحث ہوئی بعد
میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے بال دست مقدس میں لے کر فرمایا۔ قل اشہد ان
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت محدودہ رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ دہرائے
یعنی داخل اسلام ہو گئے اور وہ بال سر کے جن کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے
دست مقدس سے پکڑ کر ہلائے تھے حضرت محدودہؓ نے تمام عمر ان بالوں کو سر سے علیٰحدہ نہیں
فرمائے جب کسی صحابی نے پوچھا تم نے یہ بال کیوں بڑھا رکھے ہیں تو آپ فرماتے کہ جن سے میرے
آقا کے دست مقدس مس ہوئے ہوں ان کو محدودہ کس طرح علیٰحدہ کر دے۔

بالکل اسی طرح کا واقعہ حضرت محمد جمال الدین جانمن جنتی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے حضرت سیدی
زندہ شاہ مدار رضی اللہ عنہ نے حضرت جانمن جنتی رحمۃ اللہ علیہ کے سر پر دست مقدس رکھ کر دعا فرمائی
اس کے بعد جانمن جنتی رحمۃ اللہ علیہ نے ان بالوں کو کبھی علیٰحدہ نہیں فرمایا اس کے بعد آپ کے کچھ
مریدین نے بھی اپنے پیر کی طرح سر سے بال علیٰحدہ نہ کئے اور پھر مسلسل ایک جماعت ترک
تجرید کے ساتھ مع بالوں کی زندگی گزارتے ہیں۔ یہ فقراء ہر چہار گروہ یعنی دیوانگان مداری
اور خادمان مداری، عاشقان مداری طالبان مداری میں موجود ہیں اور ان کی زندگی
بالکل وہی ہے جو میں پیچھے بیان کر چکا ہوں۔

اب آپ کا سوال یہ ہے کہ وہ شغل جو اپنے سردار کے سامنے کودتے ہیں؟
کی کیا حقیقت ہے اب سنئے اس شغل کو شغل دمال کہتے ہیں، دمال ایک عربی کا لفظ ہے
جو دمل سے ہے عربی میں دمل اس کیفیت کو کہتے ہیں یعنی اونٹنی جب چرنے کے لئے جنگل

کو چھوڑ ہی جاتی ہے تو اس کے بچے کو پہلے کھونٹے سے باندھ دیتے ہیں جب یقین ہو جاتا ہے کہ وہ اپنی چراگاہ پر پہنچ گئی تو اب بچے کو چھوڑ دیتے ہیں بچہ اپنی ماں کے لئے کبھی ادھر بھاگتا ہے اور کبھی ادھر اور پھر واپس کھونٹے پر آجاتا ہے غرض صبح سے شام سے اسی طرح بیقراری کیوں رہتی ہے۔ اس کی مادر مشفقہ کے پاس اس کی غذا اور محبتیں ہیں جن کے لئے تمام دن بے چینی سے کودتا رہتا اس کیفیت کو دل کہتے ہیں۔ شام جب ہوتی اس کی ماں چراگاہ سے واپس آتی اور جو نہی بچے کی نظر پڑتی اس پر ایک کیفیت طاری ہوتی تھی کہ جوش محبت میں یکدم دودھ اتار دیتی اور محبت سے تھنوں میں بچے کو چپٹا لیتی اس کیفیت کو عربی میں ادلوہ کہتے ہیں یہ لفظ الہ سے مشتق ہے لفظ الوہیت بھی الہ کی صفت ہے یہ دیوانے ایک خاص وقت تک تل کرتے رہتے ہیں کہ جب انوار الوہیت سے ان کے قلب آسودہ اور سیراب ہو جاتے ہیں تو سردار نقیب کو اشارہ کرتا نقیب بانگ دل آواز لگاتا ہے!

دنیائے حسن کر نا پامال ہو چکی — آگاہ خلق اس سے بہر حال ہو چکی

روشن چراغ حضرت قطب المدار کا — اب سیدھے چلو چوک کو دمال ہو چکی

جناب واحد علی صاحب نے دریافت کیا کہ یہ فقرا جب اپنے چوک سے آتے ہیں تو ان میں سے ایک شخص اپنے سر پر کچھ رکھے ہوتا ہے جسے لوگ چومنے دوڑتے ہیں آخر یہ کیا چیز ہے شیخ صاحب نے فرمایا۔ یہ کشتی بنائی جاتی ہے کہ حضرت محمد جمال الدین جانمن جنتی کی ہے جو آثار قدیمہ اور ایک بزرگ جو سرگروہ ہے اس کی نسبت میں سے علاوہ اس کے اس پر قرآن کریم نقش ہے اور یہ فقرا اس کشتی کو اپنے سرگروہ کا قائم مقام سمجھ کر اس کو سر پر رکھتے ہیں جس کو لوگ تعظیماً چومتے ہیں۔

جناب حمید اللہ میاں نے عرض کیا کہ حضور والا جاہ رضی اللہ عنہ کے متعلق سنا ہے کہ

آپ چہرۂ انور پر نقاب رکھتے تھے اور آپ کی وفات کے بعد غسل مردانِ غیب نے دیا تو
وہ لباس جو تمام عمر زیب تن فرمایا وہی کفن تھا یا کفن مردانِ غیب نے پہنایا اور
رکھنے کی وجہ کیا ہے اور آپ کی نمازِ جنازہ کس نے پڑھائی ؟

شیخ صاحب نے فرمایا ہاں آپ روئے عالی پر نقاب رکھتے تھے اس کی وجہ یہ
آپ کا چہرۂ منور اس قدر تاباں اور درخشاں تھا کہ لوگ تاب نظارہ نہیں رکھتے
کبھی کبھی روئے عالی سے ایک یا دو نقاب اٹھ گئے تو لوگ سجدے میں گر جاتے
لوگ سجدے میں گر گئے وہ بہت جلیل القدر ہستیاں ہیں جیسے کہ حضرت قاضی مطہر قلندر
ماوراء النہری حضرت محمد لاہوری وغیرہ تبلیغ و اشاعت اسلام کے دوران جب
خطبہ فرماتے کبھی کبھی جوش میں آ کر ایک دو نقاب اٹھا دیتے تو مشرکین بے اختیار کلمہ
پڑھ کر داخل اسلام ہو جاتے ۔

ایک سوال حضرت ملک العلماء شہاب الدین دولت آبادی [illegible] حضرت دا
سے کیا کہ یہ کس طرح ممکن ہو گیا کہ آپ کو کھانے پینے کی خواہش نہیں ۔ آپ نے جواب
کہ اے عزیز تم نے یہ نہیں سنا کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں مصر
قحط پڑا قحط زدہ بھوک کے پیاسے حضرت یوسف علیہ نبینا کے پاس جمع ہو جاتے
کے چہرۂ انور پر نظر ڈالتے بھوک پیاس یک لخت ختم ہو جاتی میرے عزیز تم جانتے ہو
کیوں تھا حضرت باری تبارک و تعالیٰ کے انوار و تجلیات کا پرتو آپ کے رخ
تھا تو میرے عزیز یہ حال تو صفت کے دیکھنے کا ہے کہ لوگوں کی بھوک ختم ہو
اور جب کوئی ذات کے مشاہدے میں گم ہو تو کیا ہو گا ۔

مجھے یہ سوال و جواب اس لیے بیان کرنا پڑا کہ آپ کو یہ بتاؤں کہ یوسف ثانی